محمد محسن شیخ
سید طارق حسین

مکاتیبِ نثار احمد فاروقی بنام مختار الدین احمد

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی محقق، نقاد، مترجم، شاعر، ادیب اور ادبیات عربی کے استاد تھے۔ ان کی تصنیفی، تالیفی اور تدریسی سرگرمیاں تقریباً پچاس برس پر محیط ہیں۔ نثار احمد فاروقی کی ولادت ۲۹ رجون ۱۹۳۴ء کو امروہہ کے ایک ذی علم مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب بہ واسطہ شیخ الاسلام بابا فرید گنج خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے متصل ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام تسلیم احمد فریدی تھا۔ فاروقی صاحب ابھی چھ برس ہی کے تھے کہ ان کے والد گرامی ایک اذیت ناک دائمی بیماری کا شکار ہو کر گھر کی ذمّے داریاں سنبھالنے سے قطعاً معذور ہو گئے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں والدہ کے علاوہ چچا اور نانا نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ فاروقی صاحب نے ابتدائی تعلیم امروہہ میں ہی حاصل کی۔ قرآن حکیم اپنے چچا مفتی نسیم احمد فریدی اور ابتدائی عربی و فارسی کی کتب اپنے نانا حضرت شاہ سلیمان احمد چشتیؒ سے پڑھیں۔ ۱۹۴۶ء میں حیدر آباد دکن گئے اور مدرسہ وسطانیہ میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ مالی دشواریوں اور ۱۹۴۷ء میں فسادات کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس دوران دہلی بھی گئے لیکن واپس امروہہ آ کر مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد میں داخلہ لیا مگر درس نظامی مکمل نہ کر سکے۔ بعد ازاں دہلی آ گئے اور رسالہ ''شمع'' میں کام کرنا شروع کیا۔ اسی ادارے سے شائع ہونے والے اردو ہفتہ وار ''آئینہ'' کی ادارت سے وابستہ ہوئے۔ اس دوران جامعہ اردو سے ادیب، ادیب ماہر، الٰہ آباد بورڈ سے منشی اور پنجاب یونی ورسٹی سے ادیب فاضل کیا۔ ۱۹۵۵ء میں دہلی یونی ورسٹی لائبریری میں مشرقی علوم کے شعبے میں ملازمت مل گئی اسی سال انٹر کا امتحان دیا۔ لائبریری کی ملازمت کا عرصہ ان کی علمی، ادبی اور تحقیقی قابلیت میں اضافے کا باعث بنا۔ اسی ملازمت کے دوران ۱۹۶۲ء میں دہلی کالج سے بی۔ اے کیا۔ بی۔ اے کے بعد اس ملازمت کو چھوڑ کر دہلی یونی ورسٹی سے ایم۔ اے عربی فرسٹ ڈویژن میں ۱۹۶۴ء میں پاس کیا۔ ۱۹۶۴ء میں ہی اسسٹنٹ لیکچرر شعبہ عربی دہلی یونی ورسٹی مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں دہلی کالج میں بہ حیثیت لیکچرر تقرر ہوا۔ ۱۹۷۷ء میں ''عربوں کی تاریخ نویسی ابتدا سے ۱۳۲ھ تک'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر دہلی یونی ورسٹی سے پی۔ ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۷۸ء میں ریڈر ماڈرن عربک ہو کر پھر واپس دہلی یونی ورسٹی آئے، ۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۱ء تک شعبہ عربی میں بہ حیثیت پروفیسر اور بعد ازاں صدرِ شعبہ بھی رہے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد دہلی میں ہی قیام کیا۔ آپ کا انتقال ۲۸ نومبر ۲۰۰۴ء کو نئی دہلی میں ہوا۔

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں پر عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ ہندی زبان سے بھی بہ خوبی واقف تھے۔ انھوں نے عربی، فارسی، ہندی، اردو ادبیات، ہندوستانی مسلمانوں کی ثقافت، سیرت، تقابلِ مذاہب، تاریخ

نویسی، تذکرہ نویسی جیسے متنوع موضوعات پر عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں میں تحقیقی، تنقیدی، تدوینی اور تراجم کے کام انجام دیئے۔ بالخصوص غالبؔ، میرؔ اور مصحفیؔ پر ان کا تحقیقی و تنقیدی کام خاص اہمیت رکھتا ہے۔

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے سرمایہ علمی کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ میرؔ کی آپ بیتی	[فارسی سے ذکرِ میرؔ کا ترجمہ]	۱۹۵۷ء مکتبہ برہان، دہلی۔
۲۔ دید و دریافت	(تحقیقی و تنقیدی مضامین)	۱۹۶۴ء، آزاد کتاب گھر، دہلی۔
۳۔ طبقات الشعراء	(مقدمہ، تدوین)	۱۹۶۵ء، مجلس ترقی ادب، لاہور۔
۴۔ کلیاتِ مصحفیؔ، حصہ اول	(مقدمہ، تدوین)	۱۹۶۸ء، علمی مجلس، دہلی۔
۵۔ کلیاتِ مصحفیؔ، جلد دوم	(مقدمہ، تدوین)	۱۹۶۸ء، علمی مجلس، دہلی۔
۶۔ تذکرہ مقالات الشعرا	(قیام الدین حسرت اکبر آبادی)	۱۹۶۸ء، علمی مجلس، دہلی۔
۷۔ تین تذکرے [مجمع الانتخاب، طبقات الشعرا، گلِ رعنا]	(تلخیص و مقدمہ)	۱۹۶۹ء، مکتبہ برہان، دہلی۔
۸۔ غالبؔ کی آپ بیتی	[ترتیب و انتخاب، خودنوشت سوانح]	۱۹۶۹ء، علمی مجلس، دہلی۔
۹۔ تلاشِ غالبؔ،		۱۹۶۹ء، علمی مجلس، دہلی۔
۱۰۔ تاریخ طبری کے مآخذ کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	[عربی سے ترجمہ]	۱۹۸۰ء، دہلی۔
۱۱۔ امداد المشتاق	[مولانا اشرف علی تھانوی] (مقدمہ و ضمیمہ)	۱۹۸۰ء، مکتبہ برہان، دہلی۔
۱۲۔ مرقوماتِ امدادیہ،	(ترتیبِ جدید اور مقدمہ)	۱۹۸۰ء، مکتبہ برہان، دہلی۔
۱۳۔ یادگاری خطبات،	(عابد حسین میموریل لیکچرز کا مجموعہ)	۱۹۸۰ء، دہلی۔
۱۴۔ تلاش میر	(میرؔ پر تحقیقی و تنقیدی مقالات)	۱۹۷۴ء، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی۔
۱۵۔ نقدِ ملفوظات،	(ملفوظات اور تصوف اسلامی کے موضوع پر)	۱۹۸۹ء، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور۔
۱۶۔ چشتی تعلیمات اور عصرِ حاضر میں ان کی معنویت		۱۹۸۱ء، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور۔
۱۷۔ مفتاح الخزائن	(فارسی)	۱۹۸۹ء، انجمن فارسی، دہلی۔

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کو ان کی گراں قدر علمی و تحقیقی خدمات کے اعتراف میں درج ذیل اعزازت سے نوازا گیا۔

۱۔ سند امتیاز (قومی ایوارڈ) ۱۵ / اگست ۱۹۸۵ء

۲۔ دلی اردو اکادمی ایوارڈ برائے تنقید و تحقیق دسمبر ۱۹۸۳ء

۳۔ امتیاز میرؔ ایوارڈ، میر اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۸۵ء

۴۔ نقوش ایوارڈ۔ ۱۹۸۷ء

۵۔ قاضی عبدالودود ایوارڈ۔ برائے تحقیق، بہار اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کا ایک اہم کارنامہ دیوانِ غالب بہ خط غالب اور بیاض غالب کی تدوین بھی ہے جو کہ نقوش لاہور کے غالب نمبر کی زینت بنا۔

آپ 'پگڈنڈی'، 'دہلی کالج میگزین' کے علاوہ عربی مجلّہ 'ثقافت الہند' کے بھی مدیر رہے۔ رسائل اور جرائد میں ان کے بیسوں تحقیقی و تنقیدی مقالات غیر مرتب صورت میں موجود ہیں۔

مکتوب الیہ مختار الدین احمد صاحب علم و ادب کی دنیا میں معروف و ممتاز محقق، ادیب، دانش ور، ماہر غالبیات اور مشفق استاد کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

مختار الدین احمد صاحب ۱۴رنومبر ۱۹۲۴ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا ظفر الدین قادری صاحب (م:۱۹۶۳ء) جید عالم تھے۔ ابتدائی تعلیم بہ شمول عربی کی تعلیم والد سے گھر ہی میں حاصل کی۔

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ سے ''مولوی''، ''عالم'' اور ''فاضل'' کی اسناد حاصل کیں۔ اس کے بعد عصری علوم کے حصول میں مشغول ہو گئے۔ ۱۹۴۱ء میں پٹنہ سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۲ء میں علی گڑھ آ گئے اور ۱۹۴۵ء میں انٹر اور ۱۹۴۷ء میں بی۔ اے کیا۔ مولانا عبدالعزیز میمن کے شاگرد ہوئے اور ان ہی کے مشورے پر ایم۔ اے عربی ۱۹۴۹ء میں درجہ اول میں پاس کیا۔ آپ ۱۹۴۹ء میں ہی آزاد لائبریری کے شعبۂ مخطوطات کے سربراہ مقرر ہوئے۔ آپ نے علامہ عبدالعزیز میمن کی زیرنگرانی ڈاکٹریٹ کی سند ۱۹۵۳ء میں حاصل کی اس کے بعد ڈی۔ فل آکسفورڈ یونی ورسٹی سے کیا۔ قیام یورپ کے دوران آپ نے مختلف کتب خانوں سے اردو کے نایاب اور گم گشتہ مخطوطات دریافت کیے اور انھیں مدوّن کر کے شائع کیا۔ ان میں کربل کتھا ۱۹۶۵ء، تذکرہ گلشن ہند ۱۹۶۷ء اور مفتی صدر الدین آزردہ کا تذکرہ شعرائے اردو ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئے۔

مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کے شعبۂ عربی میں جنوری ۱۹۵۳ء میں لیکچرر اپریل ۱۹۵۸ء کو ادارۂ علوم اسلامیہ میں علوم اسلامیہ کے ریڈر ۱۹۶۸ء میں ادارۂ علوم اسلامیہ کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ مئی ۱۹۶۸ء میں شعبۂ عربی میں پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر کیے گئے۔ ۱۹۸۲ء میں آپ ملازمت سے فارغ ہوئے لیکن چار سال ملازمت میں مزید توسیع ملی۔ آپ کی ادارت میں ادارۂ علوم اسلامیہ کا مجلّہ دس سال تک جاری رہا۔

آپ کی تصنیفات و تالیفات عربی، انگریزی اور اردو میں ۵۰ سے زائد ہیں۔ آپ کا انتقال ۲۰۱۰ء میں ہوا۔

یہ خطوط ۲۲راپریل ۱۹۵۹ء تا ۱۵رمارچ ۱۹۹۵ء ۳۵ سال کے عرصے پر محیط ہیں۔ پہلا خط امرتسر سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''پگڈنڈی'' کے لیٹر ہیڈ پر تحریر کردہ ہے جس میں نثار صاحب نے پگڈنڈی کے میر نمبر کے لیے مختار الدین صاحب سے مضمون لکھنے کی درخواست کی ہے۔ اندازِ نگارش دیکھیے۔

''میری درخواست یا ''فریاد'' کا خلاصہ یہ ہے کہ جون ۱۹۵۹ء کے پہلے ہفتے تک ایک مقالہ میرؔ کے بارے میں کسی بھی موضوع پر لکھ کر مجھے بھیج دیجیے میں ذرا قنوطی قسم کا انسان ہوں۔ ''برقِ انکار'' کی تاب نہیں لاسکوں گا اور جاں بہ حق ہو جاؤں گا اس لیے بہتر یہی ہوگا اور عافیت بھی اسی میں ہے (میری!) کہ آپ وعدہ ہی کر لیں خواہ وہ ''بودا'' ہو۔ اگر استوار ہوگا تو آپ توڑیں گے نہیں ورنہ یاسِ جاوداں کے لیے یہ ''امید یک شبہ'' ہی گلہا تنگ تسلّی'' بن جائے گی۔'' (خط نمبر ۱)

نثار احمد فاروقی صاحب کے اکثر خطوط میں مضامین کے لیے یاددہانی کا انداز نہایت عمدہ اسلوب میں ملتا ہے۔

۶رفروری کا حکومت نامہ نظر افروز ہوا۔ ممنون ہوں۔ اتنی طویل معذرت سے آپ نے مجھے شرمندہ کیا میں اپنے سابقہ نیاز نامہ میں اگر کوئی لفظ خلاف ادب لکھ گیا ہوں تو اس کے لیے معافی چاہتا ہوں اور یہ ضرور عرض کروں گا کہ جواب دینے

میں اس ''معمولی تاخیر'' کو ''غیر معمولی'' کی حدوں تک نہ جانے دیجیے۔ اس سے بدگمانی کا پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ اب بالترتیب ''جواب الجواب'' عرض کرتا ہوں۔

ا۔ میر نمبر کے لیے آپ کا مضمون حسب وعدہ اسی مہینے وصول ہو جائے تو جانوں گا کہ آپ نے جو آئندہ کے لیے ''نیک چلنی'' کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ درست ہے۔'' (خط نمبر۱۲)

بعض خطوط میں نثار فاروقی صاحب کی سوانح سے متعلق نہایت اہم معلومات ملتی ہیں۔ ایک خط میں لکھتے ہیں: ''میں دہلی یونی ورسٹی لائبریری میں ۱۹۵۵ء سے کام کر رہا ہوں۔ لائبریری سائنس کی باقاعدہ ٹریننگ نہ ہونے کے باعث اصلی گریڈ سے محروم ہوں اور U.D.C. کا گریڈ پا رہا ہوں، جو 80/= سے شروع ہوتا ہے۔ گرانی الاونس الگ رہا۔ آئندہ کوئی امکان اس وقت تک نہیں کہ میں Dip. Lib.Sc. کرلوں جس کا فی الحال نہ ارادہ ہے نہ موقع۔ علی گڑھ کی لائبریری میں جو جگہ نکلی ہے اس کے لیے مخدومی پروفیسر رشید احمد صدیقی مدظلہ نے بھی مجھے حکم دیا تھا کہ درخواست بھیج دوں لیکن مشکل یہ ہے کہ میں نے یہاں یونی ورسٹی میں داخلہ لے رکھا ہے، اور ایک سال تعلیمی گزر چکا ہے اس مرحلے پر میرے لیے یہ سلسلہ منقطع کرنا سودمند نہ ہوگا۔ علی گڑھ آنے کی میری تمنا بہت پرانی ہے اور نظر بظاہر اس کے پورا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔'' (خط نمبر۱۳)

پروفیسر نثار احمد فاروقی جید عالم، ادبیات عربی کے استاد اور اردو زبان و ادب کے معروف و ممتاز محقق و ناقد رہے ہیں۔ ہم عصر مشاہیرِ علم و ادب سے ان کا سلسلہ مکاتبت قائم رہا جس کی جمع آوری اور ترتیب کا کام جاری ہے۔ پیش نظر مضمون میں نثار احمد فاروقی صاحب کے مختار الدین احمد صاحب کے نام ۶۳ مکتوبات حواشی و تعلیقات کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان خطوط کا حصول ڈاکٹر سید جاوید اقبال، صدر شعبہ اردو جامعہ سندھ کے ذریعے ممکن ہوا۔ یہ خطوط ۱۹۵۹ء تا ۱۹۹۳ء کے عرصے پر محیط ہیں۔ نثار احمد فاروقی اور مختار الدین احمد دونوں حضرات دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ان دونوں صاحبان میں کئی قدریں مشترک تھیں۔ دونوں ادبیاتِ عربی کے استاد تھے، عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں کے ماہر تھے، اردو ادب سے گہری دلچسپی رکھتے تھے، قدیم مخطوطات تک رسائی، ان کی تدوین کا ذوق اور اشاعت کا شوق، اولیا اور بزرگانِ دین سے عملی و نظری، قلبی و ذہنی اور علمی وابستگی تھی، دونوں حضرات تمام عمر تحقیقی و تصنیفی کاموں میں مصروف رہے لیکن ادبا و محققین سے مسلسل خط و کتابت کا سلسلہ باہتمام جاری رکھا۔ پیش نظر خطوط ان ہی مشترکہ قدروں کی باعث نہایت اہم علمی و ادبی اور سوانحی معلومات، ہم عصر ادبا و محققین کے علم اور ذاتی تعلقات سے متعلق آرا، علمی منصوبوں کے ذکر پر مشتمل ہیں۔ نثار صاحب کے ۵۹ء کے خطوط رسالہ ''پگڈنڈی'' کے خط پیڈ پر تحریر کردہ ہیں۔ اس کے بعد وہ سادہ کاغذ پر خط تحریر کرتے تھے۔ آغاز خط میں وہ اپنا پتا اور نام اردو یا انگریزی میں تحریر کر دیتے تھے۔ سوادِ خط نہایت خوش خط ہے، اعراب کا استعمال کم کم ہے۔ القاب آداب میں خاصا تنوع ہے، القاب میں محترم، مکرم بندہ، برادرِ مکرم، شفیق محترم، کرم فرمائی بندہ، محبّ مکرم، عنایت فرمائی بندہ محب گرامی قدر، صدیق مکرم، محب گرامی منزلت، صدیق محترم و مشفق محترم، جبکہ آداب میں عموماً السلام علیکم اور تسلیمات لکھتے ہیں لیکن چند خطوط میں سلام مسنون، تسلیم و تکریم، تسلیم مسنون، تسلیم نیاز، سلام نیاز، سلام و رحمت، السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی لکھا ہے۔ خط کے آخر میں نیاز مند، والسلام اور مخلص لکھ کر اپنا نام لکھتے ہیں۔ بعض الفاظ کا املا جدید اور قدیم دونوں طرح سے لکھا ہے مثلاً یونیورسٹی، کرم فرمائے بندہ، بخیریت، اور یونی ورسٹی، کرم فرمائی بندہ، بہ خیریت بھی۔ درست املا قوسین کبیر میں دے دیا گیا ہے۔ یہ خطوط تاریخ وار ترتیب دے کر آخر میں ان کی بہتر تفہیم و تشریح کے لیے مختصر حواشی و تعلیقات تحریر کیے گئے ہیں۔

خط:۱

دہلی یونیورسٹی[یونی ورسٹی]لائبریری، دہلی ۸

۲۲/اپریل ۱۹۵۹ء

میرے محترم،   السّلام علیکم

امید ہے مزاج گرامی بخیریت[بہ خیریت] ہوگا۔

بارہا جی چاہا کہ آپ کو ''خواہ مخواہ'' ہی خط لکھوں۔ لیکن 'طبع حیلہ جو' بہانے ہی ڈھونڈتی رہی۔ اب ایک بہانہ ہاتھ آ گیا ہے اور میں حاضر ہوں۔ مگر ''سلام روستائی'' [1] کے ساتھ۔

یعنی ''پگڈنڈی'' اردو کا ایک ماہ وار رسالہ ہے اور اب تک پابندی سے شائع ہوتا رہا ہے۔[2] معیار کے بارے میں اب سے پہلے تو کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا لیکن اب یہ عرض کردوں کہ انشاء اللہ خوب سے خوب تر ہوتا جائے گا۔ اس کی ترتیب میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ [3] بھی شریک ہیں اور میری بدتوفیقی بھی شاید کسی کام آ جائے!

میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اگست ۱۹۵۹ء کا شمارہ ''میر نمبر'' کی شکل میں پیش کروں اور اس طرح کہ وہ ''میریات'' کے سلسلے میں بقول شخصے ''خاصہ کی چیز'' ہوکر رہ جائے۔ آپ نے میؔر پر بہت مطالعہ کیا ہے اور دیس دیس کے نوادر آج کل آپ کے پاس ہیں۔ غالؔب پر آپ بہت لکھ چکے ہیں لیکن میؔر سراپا ''چشم حسرت'' بنا ہوا ہے کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اس غریب کا حق بھی ادا کردیں۔

میری درخواست یا ''فریاد'' کا خلاصہ یہ ہے کہ جون ۵۹ء کے پہلے ہفتے تک ایک مقالہ میؔر کے بارے میں کسی بھی موضوع پر لکھ کر مجھے بھیج دیجیے۔ میں ذرا قنوطی قسم کا انسان ہوں۔ 'برقِ انکار' کی تاب نہیں لاسکوں گا اور جاں بحق [بہ حق] ہو جاؤں گا۔ اس لیے بہتر یہی ہوگا اور عافیت بھی اسی میں ہے (میری!) کہ آپ وعدہ ہی کرلیں خواہ وہ 'بودا' ہو۔ اگر استوار ہوگا تو آپ توڑیں گے نہیں ورنہ ''یاسِ جاوداں'' کے لیے یہ 'امید یک شبہ' ہی ''گلبانگِ [گل بانگِ] تسلّی'' بن جائے گی!

یہ عبارت آرائی اور خامہ فرسائی تو خیر یوں ہی ہے۔ آپ کی طرف سے کوئی جواب ملے تو اندازہ ہو کہ آپ مجھے بھول گئے یا ہنوز یاد ہوں اور یہ کہ میؔر کا حق آپ تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں۔

علی گڑھ آنے کو اور آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے لیکن شروع میں ہی عرض کرچکا ہوں کہ بدتوفیق انسان ہوں۔ آپ دلّی آتے ہیں تب بھی قدم بوسی کو حاضر نہیں ہوتا اور علی گڑھ دہلی کا آنگن ہے وہاں تک بھی دستِ کوتاہ کی رسائی نہیں ہوتی۔ دہلی نے پاؤں پکڑ لیے ہیں:

نہیں اُٹھنے کی طاقت، کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں!

جواب سے محروم نہ رکھیے گا۔ والسّلام

نثار احمد فاروقی

براہ[بہ راہِ] کرم ڈاکٹر عبدالستار صدیقی [4] کا پتا عنایت فرمائیے!

خط:۲

یونیورسٹی [یونی ورسٹی] لائبریری، دہلی ۸
۵۹/۷/۱۱ء

میرے محترم السلام علیکم

۳۰ مئی کے گرامی نامہ کا جواب آج لکھ رہا ہوں۔ میں ۷ ارمئی کو حیدر آباد دکن چلا گیا تھا۔ وہاں آصفیہ اور سالار جنگ کی سیر میں تقریباً ۲ مہینے لگ گئے۔ آج ہی واپس آیا ہوں۔ امید ہے آپ بھی پٹنہ سے واپس تشریف لا چکے ہوں گے۔

''میر نمبر'' کے لیے میں نے آپ کو یوں ہی نہیں لکھ دیا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ نے اس کے لیے کوئی مضمون نہ لکھا تو میں نہ صرف میر نمبر نہیں نکالوں گا بلکہ علی گڑھ آ کر آپ کے مکان کے سامنے بھوک ہڑتال شروع کر دوں گا۔ یقین فرمائیے یہ ہرگز مبالغہ نہیں ہے۔ اب اس ''دھمکی'' کے بعد کیا فرماتے ہیں آپ؟

سالنامہ [سال نامہ] پریس میں ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں پہنچے گا۔ سفر حیدر آباد کی وجہ سے میں اس میں کچھ ''ہنر'' نہ دکھا سکا۔ آئندہ اشاعتوں میں شاید بہتری کے آثار نظر آئیں۔

میں آپ کے حافظے سے ابھی نہیں اُترا ہوں، بہت بڑی بات ہے۔ شکر گزار ہوں کہ آپ نے یاد رکھا اور یاد فرمایا۔

لٹریری اسسٹنٹ کی جگہ کے لیے میں نے درخواست ضرور دی تھی لیکن انٹرویو جب ہوا تو میں حیدر آباد میں تھا ویسے مجھے معلوم تھا کہ خواجہ صاحب[۱] کسی گز بھڑ احمق کی تلاش میں ہیں جو اُن کے اور اُن کی تحریروں کے عیب و صواب سے غرض نہ رکھے۔ بلکہ کسی کم سواد کاتب کی طرح ''مکھی پر مکھی مار دے۔'' حالانکہ مجھ سے بہتر بہت سے امیدوار تھے اور معاملہ میرے اوپر چھوڑا جاتا تو میں قمر رئیس[۲] کو منتخب کرتا۔ لیکن ''عقلنداں بیمرند و احمقاں جائے ایشاں گیرند''[۳] والا اندیشہ جو سعدیؔ کے خیال میں گزرا تھا۔ اب حقائق کے لباس میں سامنے آ رہا ہے: با ہمیں مردماں بباید ساخت![۴]

دہلی میں مخزن نکات[۵] کے کسی نسخے کا مجھے علم نہیں۔ لیکن ٹوہ میں رہوں گا۔ معلوم ہوا تو پہلی اطلاع آپ کے پاس پہنچے گی ویسے عباسی صاحب نے اپنی کتابوں کے چنے بھنا لیے تھے۔ ان کا سراغ ملنا مشکل ہی ہے۔ آں دفتر را گاؤ خورد...[۶]

''میر نمبر'' کے لیے جلدی سے لکھیے۔ ورنہ پھر میں وہ شعر لکھ دوں گا جو کبھی ''ہمایوں'' کے سرورق[۷] پر ہوا کرتا تھا!

نثار احمد فاروقی

خط:۳

یونیورسٹی [یونی ورسٹی] لائبریری۔ دہلی ۸
۱۶۔ مارچ ۱۹۶۰ء

مکرم بندہ، تسلیم و تکریم

برادر عزیز ڈاکٹر نارنگ نے آپ کا خط دکھایا جس میں ایک کلمۂ خیر اس عاجز کے حق میں بھی تھا۔ شکر گزار ہوں۔

یہ معلوم ہو کر نہایت خوشی ہوئی کہ آپ سرسیدؔ کے خطوط کی ترتیب کا کام کر رہے ہیں۔[۱] آپ سے زیادہ موزوں کوئی شخص اس کام کے لیے نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ بھی ''تکمیل پسندی'' کا شکار ہو گئے ہیں۔ حرفِ آخر تو کتابوں میں صرف قرآن ہی ہے۔ جس موضوع کو جتنا چھانا جائے اتنی ہی کرکری پیدا ہوتی ہے۔

میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ سرسیدؔ کے مکاتیب کا کام جس طرح اور جب بھی بن پڑے اب ختم کر ہی دیجیے۔
میرے پاس دو تین سطروں کا ایک خط (مولوی آل احمد رضوی آنریری مجسٹریٹ امروہہ) کے نام سرسیدؔ کا ہے۔ جو ابھی تک کہیں شائع نہیں ہوا لیکن وہ میرے بہت سے کاغذات اور کتابوں کے ساتھ وطن میں پڑا ہوا ہے۔ میں عید الفطر کے موقع پر ایک ہفتے کے لیے وطن جاؤں گا تو اُسے تلاش کر کے آپ کی نذر کر دوں گا۔ اس سلسلے میں اگر کوئی اور خدمت آپ مجھ سے لینا چاہیں تو حاضر ہوں۔ بے تکلف تحریر فرمائیے گا۔ حتی الوسع تعمیل ارشاد کی کوشش کروں گا۔ 'غالب نما'[۲] آپ کو پسند آیا میری محنت وصول ہوگئی۔ اس کے بعد تقریباً ایک ہزار Enteries اور تیار ہوگئی ہیں۔ ایک قسط ڈھائی سو مضامین کی 'برہان' دہلی (فروری ۱۹۶۰ء)[۳] میں بھی شائع ہوئی تھی اس کا print - off الگ ڈاک سے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ اگر نئے مضامین کی طرف آپ توجہ دلائیں گے تو ممنون ہوں گا۔ اب میں اسے کتابی صورت میں ترتیب دے رہا ہوں۔ چھپنے سے پہلے اس کا مسوّدہ آپ کے ملاحظے کے لیے بھیجوں گا۔
اردوئے معلّٰی دہلی کے پہلے شمارے پر میرا تبصرہ شائع ہوگا وہ بھی آپ کی خدمت میں بھجوادوں گا۔ سرسری ہے لیکن مالک رام صاحب پر جو اعتراض ہوئے ہیں ان کا جواب دے دیا ہے۔

نثار احمد فاروقی

خط:۴

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

دہلی ۸

۲۔مئی ۱۹۶۰ء

مکرمِ بندہ، تسلیمات

مسافر نوازی کا بہت بہت شکریہ۔ آج میں نے "غالب نما" کی دو قسطوں کے آف پرنٹ ڈاک میں بھیج دیے ہیں نہ صرف یہ کہ ان کی رسید سے مطلع فرمائیں بلکہ اس میں جو ترمیم، اضافہ، تصحیح آپ مناسب سمجھیں اس سے مجھے ضرور مطلع کریں تاکہ کتابی صورت میں اشاعت کے وقت آپ کے شکریے کے ساتھ اسے قبول کرسکوں۔
چوتھی قسط غالباً مئی کے 'برہانؔ' میں آئے گی اس کا ایک پرنٹ آپ کو الگ بھیجا جائے گا۔ پہلی قسط تحریک میں چھپی تھی وہ شمارہ میں نے بھجوادیا تھا۔ محفوظ ہوگا۔
امداد صابری[۱] کی کتاب "تاریخ صحافت اردو" آج کل لائبریری میں نہیں ہے۔ جب واپس آئے گی تو سید الاخبار[۲] کے سلسلے میں اسے دیکھ کر اطلاع دوں گا۔ سرسید والے خط[۳] کا وعدہ یاد ہے مگر جون کے آخر میں وطن جانا ہوگا تو وعدہ پورا کرسکوں گا۔ دیوانِ قائم[۴] کے سلسلے میں آپ اپنی لائبریری سے لکھوا دیجیے میں جون کے اواخر میں علی گڑھ ضرور آؤں گا۔ ان شاء اللہ اس وقت تک اگر وہ نسخہ آگیا تو استفادہ کرلوں گا۔ "پگڈنڈی" کے پچھلے شماروں کے لیے میں نے لکھ دیا ہے آپ کو مل جائیں گے۔ سالنامہ نو نارنگ صاحب نے ڈاکٹر قمر رئیس کے ذریعے آپ کے پاس بھجوادیا تھا۔ میرؔ نمبر کے سلسلے میں اپنا وعدہ جلد ہی پورا

کر دیجیے گا۔ مئی کے ''پگڈنڈی'' میں ساہتیہ سماروہ پر کچھ لکھا گیا ہے اسے ملاحظہ فرما کر اپنی رائے سے ضرور نوازیے گا اسی میں ''اردوے معلّٰی'' پر تبصرہ بھی شامل ہے۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت [بہ خیریت] ہوگا۔ نیازمند

نثار احمد فاروقی

خط:۵

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

UIVERSITY BUILDINGS, DELHI,8

۱۹۶۰/۶/۲۶ء

میرے مکرم و محترم تسلیمات

۷؍جون کا مکرمت نامہ نظر نواز ہوا۔ میں وطن گیا تھا مگر اتنی پریشانی کے عالم میں رہا کہ عرض نہیں کر سکتا (والدہ سخت بیمار تھیں بحمدہٖ اب صحت یاب ہو چکی ہیں) گھبراہٹ میں دفتر سے رخصت لے کر بھی نہیں گیا۔ ایک ہفتے غیر حاضر رہا تو یہاں سے جواب طلب ہو گیا فوراً بھاگا ہوا آیا۔ اب ۱۶؍محرم الحرام کو ایک دن کے لیے جاؤں گا مگر نسبتاً اطمینان کے موڈ میں۔ ان شاء اللہ آپ سے جس خط کا وعدہ کیا ہے وہ اسی دن بھیج دوں گا۔ میرؔ نمبر کے لیے آپ بھی موعودہ مضمون تجلّی پر عنایت فرما دیجیے۔ بس وقت آ گیا ہے۔

نارنگ صاحب شملہ گئے ہوئے ہیں۔

آپ نے فرمایا تھا کہ علی گڑھ سے آپ یہ دریافت کر کے لکھیں گے کہ فکر و نظر میں بیرونی حضرات کے مضامین شائع ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ لکھیں منتظر ہوں۔

نثار احمد فاروقی

خط:۶

نثار احمد فاروقی، دلی یونی ورسٹی لائبریری، دلی۔

۱۹۶۱/۳/۱۵ء

برادرِ مکرم تسلیمات

امید ہے مزاج گرامی بخیریت [بہ خیریت] ہوگا۔

میں نے ضروری مواد تقریباً سب اکٹھا کر لیا ہے۔ اب تین باتیں بہت اہم ہیں ان کا جواب مرحمت فرمائیں تو ترتیب و تسوید کا آغاز کروں۔

(۱) آپ نے جن مضامین اور کتابوں کے ارسال کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا تھا ان کا انتظام فرما دیجیے۔ خصوصاً حمید الدین بہاری پر آپ کا مقالہ[۱] گلشن ہند حیدر کا عکس[۲] مشرب کا مقالات نمبر[۳] اور جو مضامین آپ کی نظر میں ہوں۔ انھیں رجسٹری سے بآسانی بھیجا جا سکتا ہے۔

(۲) میں نے اپنے گزشتہ خط میں بعض سوالات کیے تھے۔ میرے مقالے کی تسوید ان کا جواب آنے پر منحصر ہے ورنہ میں لکھ نہیں پاؤں گا۔ اس مکتوب کو سامنے رکھ کر اہم باتوں کے جواب فوراً مرحمت فرمائیے۔

(۳) اس مقالے کے لیے آل احمد سرور صاحب[۴] سے گفتگو کر کے ان کو مطمئن کرا دیجیے اور باضابطہ ایک خط اُن کے دفتر کی طرف سے میرے نام لکھوا دیجیے تا کہ یہ ذرا سی خلش بھی دور ہو جائے۔

میری کوشش یہی ہوگی کہ ۳۱ر مارچ تک مقالہ آپ کو بھیج دوں تا کہ فی الحال یہ ذمّے داری ختم ہو جائے پھر اگر وہ نظر ثانی کے لیے واپس بھی آ جائے تو مضائقہ نہیں، بلکہ اسے واپس آنا چاہیے کیوں کہ اس وقت عجلت میں لکھا جائے گا اور بعد کو اس پر غور و فکر کی راہیں کھلتی رہیں گی۔ اشاعت سے پہلے میں اسے ایک بار پھر شروع سے آخر تک اچھی طرح دیکھوں گا۔

مگر یہ سب کچھ آپ کے تعاون پر منحصر ہے۔ آپ خط کا جواب دینے کے معاملے میں اپنی ''وضع داری'' سے انحراف نہ کریں گے۔

عید الفطر کے بعد نیشنل آرکائیوز میں بھی کچھ دن صرف کروں گا اگر چہ وہاں کاغذات کا اتنا انبار اور ایسی بے ترتیبی ہے کہ صرف نوح علیہ السّلام اُن سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کسی نارمل انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ والسلام

نیاز مند نثار احمد فاروقی

پس نوشت:
قاضی صاحب[۵] شملہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ کل ان سے بھی نیاز حاصل ہوا، بہت دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو رہی۔

خط:۷

دہلی یونیورسٹی [یونی ورسٹی] لائبریری، دہلی ۸
یکم جولائی ۱۹۶۰ء

مکرمِ بندہ تسلیمات

ایک عریضہ پہلے ارسال کر چکا ہوں، آپ کے کتب خانے میں ''دیوان غالب'' (طبع ۱۸۴۷ء) کا عکسی نسخہ میں نے دیکھا تھا وہ غالباً صولت پبلک لائبریری رامپور [رام پور] میں مخزونہ نسخے کا عکس ہے اس کے بارے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا مسطر کیا ہے؟ اور مکتوبی سطریں کتنی ہیں نیز تعداد صفحات کیا ہے۔

امید ہے آپ جواب سے سرفراز فرمائیں گے زحمت دینے کے لیے معافی کا خواستگار [خواست گار] ہوں۔

نارنگ صاحب شملے سے اُتر آئے ہیں، میرے لیے کوئی خدمت ہو تو یاد فرمائیے گا۔

میر نمبر کے لیے اپنا موعودہ مضمون جلد بھجوانے کا کرم کیجیے گا۔

آپ نے فرمایا تھا کہ خطوط سرسیّد (مطبوعہ فکر و نظر) کی قسط اوّل[۶] کا آف پرنٹ بھی مرحمت فرمائیں گے۔ امید ہے کہ آپ کو یاد ہوگا۔

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط:۸

دہلی یونی ورسٹی لائبریری، دہلی ۶
۲۷؍اگست ۱۹۶۰ء

برادرِ مکرم، شفیقِ محترم تسلیمات

آپ کے مکرمت نامے کا بہت ''انتظار کھینچا'' لیکن نہیں آیا۔ اب پھر یہ عریضہ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ چند باتیں جواب طلب ہیں امید ہے کہ آپ جواب سے مفتخر فرمائیں گے۔

۱۔ دیوانِ قائم نسخۂ انڈیا آفس کے لیے آپ نے لکھ دیا ہوگا۔ کیا وہاں سے کوئی جواب آیا؟ میں چاہتا ہوں کہ یہ کام جلد ہو جائے۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ بھیڑ چال چلتے ہیں، ابھی تک کسی نے اسے ہاتھ نہیں لگایا ہے مگر اب سن پائیں گے تو بیک [بہ یک] وقت دو تین آدمی اسی کام میں لگ جائیں گے۔

۲۔ ڈاکٹر عابدی[1] سے معلوم ہوا کہ ''مجلّہ علوم اسلامیہ''[2] کا پہلا شمارہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ شائع ہونے پر ایک نسخہ مجھے بھی مرحمت فرمائیں گے۔ کیا امید رکھوں؟ اس کے اشتہار کا مضمون بنا کر بھیج دیجیے۔ رسالے میں بلا معاوضہ چھپتا رہے گا۔

۳۔ 'فکر و نظر' کے لیے میں نے معلوم کیا تھا کہ مضمون بھیجا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اثبات میں جواب ہے تو کہاں (یعنی کس کے نام) بھیجیں۔ ثانیاً یہ کہ اس کا معاوضہ بھی دیا جاتا ہے یا نہیں؟ لیکن یہ آخری شق اتنی اہم نہیں ہے۔

۴۔ میں ابھی تک امروہہ نہیں جا سکا ہوں۔ ۵؍ستمبر کو یا اسی تاریخ کے آس پاس ارادہ ہے سرسیّد کا موعودہ مکتوب اسی وقت ارسال کر سکوں گا۔

۵۔ میر نمبر کے لیے آپ نے ''تجلّی'' پر لکھنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ میری درخواست ہے کہ اب وہ مضمون مرحمت فرما دیجیے۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔

۶۔ جواب میں تاخیر نہ فرمائیں تو ممنون ہوں گا۔

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط:۹

دلّی

۱۹۶۰/۹/۲۱ء ضروری

میرے مکرم میرے محترم تسلیمات و تحیات

میرے دو عریضے ابھی جواب سے محروم ہیں، تیسرا متعاقب ہے۔ کوئی تاویل نہیں کر سکتا کہ آپ نے جواب کیوں مرحمت نہ فرمایا۔ پچھلے خطوط میں دو تین باتیں جواب طلب تھیں۔

(۱) مجلّہ علوم اسلامیہ کے بارے میں

(۲) 'فکر ونظر' کے مضامین کی بابت

(۳) 'دیوانِ قائم' مستعار منگانے کے سلسلے میں ممکن ہے اور بھی کچھ لکھا ہو۔ اگر آپ توجہ فرمائیں اور جواب سے نوازیں تو ممنون ہوں گا۔

اس عریضے کے ساتھ خطوطِ غالب کے ان مجموعوں اور منتخبات کی ایک فہرس منسلک کر رہا ہوں، جن کا مجھے علم ہے۔ میری درخواست ہے کہ ان کے سوا جن مجموعوں کا آپ کو علم ہو اُن سے مطلع فرمائیں ممنون ہوں گا۔

عرائضِ سابقہ کی نسبت یہ نیاز نامہ ضروری ہے۔ مجھے توقع ہے کہ اس کا جواب آنے میں تاخیر نہ ہوگی۔ ضمناً اگر پچھلے عریضے کا جواب بھی مرحمت ہو جائے گا تو سبحان اللہ۔

کیا فکر ونظر کا شمارۂ جولائی شائع ہو چکا ہے!

دہلی تشریف لانے کا کوئی ارادہ؟ والسلام

نثار احمد فاروقی

(۱) عودِ ہندی (۲) اردوے معلّٰی (۳) مکاتیبِ غالب: عرشی

(۴) متفرقاتِ غالب: رضوی (۵) خطوطِ غالب: مہر (۶) خطوطِ غالب: مہیش پرشاد

(۷) نادراتِ غالب: آفاق (۸) تاثرِ غالب: قاضی عبدالودود (۹) رقعاتِ غالب: عبدالرزاق

(۱۰) نکاتِ غالب: نظامی (۱۱) ادبی خطوطِ غالب: عسکری (۱۲) روحِ غالب: زور

(۱۳) نادر خطوطِ غالب: رسا (جعلی) (۱۴) مکاتیب الغالب: احسن مارہروی

خط: ۱۰

دلّی یونی ورسٹی لائبریری، دہلی ۷

۲۶ نومبر ۱۹۶۰ء

برادرِ مکرم تسلیمات

آپ خط کا جواب تو کم ہی دیتے ہیں تاہم امید پر دنیا قائم ہے۔ چند باتیں عرض کرنا ہیں۔

(الف) آپ نے اپنے مضمون کے فرمے بھیجنے کے لیے فرمایا تھا منتظر ہوں۔

(ب) مجلّۂ علوم اسلامیہ، یا 'فکر ونظر' میں سے کسی کی زیارت نہیں ہوتی میں ان کا خریدار بننا چاہتا ہوں۔ کیا اس کا طریق کار ہے۔ روپے کس کو بھیجے جائیں۔

(ج) سرسید کا ایک خط ۲۶ راپریل ۱۸۹۲ء کا لکھا ہوا مکاتیبِ محسن الملک[۱] و وقار الملک[۲] مرتبہ محمد امین زبیری[۳] (شمس مشین پریس آگرہ) کے صفحات ۳۷۔۴۷ حواشی میں نقل ہوا ہے۔ وہ مجھے خطوطِ سرسید مرتبہ راس مسعود میں نظر نہیں آیا۔ آپ نے خطوطِ سرسید کی جو قسطیں چھپوائی ہیں ان میں بھی نہیں ہے اور مولوی مشتاق حسین کے کارنامے میں بھی غیر حاضر ہے۔ ذرا اُسے دیکھیے آپ کے مفید مطلب ہے یا نہیں۔ مذکورہ کتاب علی گڑھ میں نہ ملے تو میں یہاں سے نقل کر کے بھیج دوں گا۔

وقار الملک نے جو خطوط سرسیدؔ کو لکھے ہیں ان میں بعض جگہ خطوط سرسیدؔ کے طویل اقتباس نقل کر کے اپنا جواب شروع کیا ہے۔ یہ جملے بھی کسی خط میں نہیں ملتے۔ انھیں بھی متفرقات کے ذیل میں جمع کر دیا جائے تو کیا ہرج ہے؟

(د) 'دیوانِ قائمؔ' کے سلسلے میں آپ نے شاید پھر سلسلۂ جنبانی نہیں کی [کیا] نہ میں اسے اشاعت کے لیے دینا چاہتا ہوں۔ جلد کرم فرمائیں تو ممنون ہوں یہاں سے میں بہ مصلحت لکھنا نہیں چاہتا۔

(ہ) 'میر نمبر' کی کتابت شروع ہو چکی ہے اب خدا کے لیے ''تجلّی'' پر اپنا مقالہ بھیج دیجیے ورنہ ترتیب میں موخر ہو جائے گا۔

(و) جناب مشتاق حسین نے مکاتیب سرسیدؔ شائع کرادی ہے اس کی زیارت کا اتفاق [ہوا] ''ہماری زبان'' میں اس کا ایک مضمون دیکھا تھا۔ اس کے طمطراق سے مجھے یہ اندازہ ہوا تھا کہ شاید انھوں نے کوئی بڑا معرکتہ الآرا کام کیا ہو گا لیکن سخت مایوسی ہوئی۔ یہ کتاب poor production سے قطع نظر جمع و ترتیب کی خامیوں سے بھی خالی نہیں ہے۔ اگر آپ اس پر تبصرہ لکھ کر بھیج دیں تو وہ (بغیر آپ کے نام ظاہر کیے ہوئے) شائع کر دیا جائے گا۔ آپ کو اس لیے لکھتا ہوں کہ آپ نے اس موضوع پر کام کیا ہے مجھے کچھ لکھنے کا حق نہیں پہنچتا اور لکھنے کے لیے زیادہ مطالعے کی ضرورت ہوگی۔

(ز) جواب میں تغافل سے کام نہ لیں۔ مہربانی ہوگی۔

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط: ۱۱

۶۱/۲/۳ء

مکرم و محترم تسلیمات

مجھے آپ سے بڑی شکایت ہے کہ میرے کسی عریضے کا جواب وقت پر نہیں ملتا۔ شکایت کا لفظ استعمال کرنا شاید گستاخی ہو، لیکن کیا عرض کروں خط کا جواب نہ پا کر مجھے ایسی ٹھیس لگتی ہے کہ شاید میرے خط سے آپ کا وقت ضائع ہوتا ہو یا آپ جواب لکھنا مناسب نہ سمجھتے ہوں یا اور کوئی ناگفتنی ہو! براہ کرم اس سوئے ظن کا تدارک فرمائیے۔

میں نے ایک خط اپنے سفر حیدر آباد سے پہلے بھیجا تھا۔ پھر میں ۱۵ر دسمبر کو حیدر آباد گیا۔ وہاں سے ۲۵ر جنوری کو واپس آیا۔ خیال تھا کہ آپ کا مکتوب میرا منتظر ہوگا مگر افسوس:

دمید دانہ و بالید و آشیاں گہہ شد
در انتظار ہما دام چیدنم بنگرا

بہ ہر حال اس عریضہ نیاز میں چند امور جواب طلب تھے ایک تو یہ کہ تجلّی پر آپ نے جو مضمون مرحمت فرمانے کا وعدہ کیا تھا اب اس کے ایفا کا وقت آ چکا ہے اس سے پہلے کہ میری عمر بے وفائی کرے یہ وعدہ پورا کر دیجیے۔ میں نے ایک خط سرسیدؔ کا کسی کتاب سے نقل کر کے بھیجا تھا یا شاید اس کا حوالہ لکھا تھا اور دریافت کیا تھا کہ آپ کے علم میں وہ خط ہے یا نہیں۔ شاید مکاتیب سرسید احمد خاں مولفہ مشتاق حسین صاحب کے بارے میں بھی کچھ لکھا تھا۔ فکر و نظر اور مجلّہ علوم اسلامیہ کے بارے میں بھی ایک آدھ سوال تھا۔ یہ بھی تھا کہ مجھے آپ نے اپنے مضمون خطوط سرسیدؔ کی پہلی قسط کے off - prints تو مرحمت فرما دیے تھے اس کی تکمیل کے لیے دوسری قسطوں کے آف پرنٹ بھی عنایت ہوں تو مناسب ہوگا۔ اگر آپ نے اب بھی میرے اس نیاز نامے کا

جواب مرحمت نہ فرمایا تو میں یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب [بہ جانب] ہوں گا کہ میرے خطوط سے آپ کبیدہ خاطر ہوتے ہیں اس لیے جواب مرحمت نہیں فرماتے اور آیندہ آپ کے قیمتی اوقات میں دراندازی کی جسارت نہیں کروں گا۔

مخدومی مالک رام صاحب کا خط یہاں نارنگ کے پاس آیا ہے انھوں نے لکھا ہے کہ تذکرۂ سرور اور تذکرۂ بے جگر کے حواشی میں نے ابھی مکمل کیے ہیں اور اب انھیں final touches دے رہا ہوں، لیکن معلوم ہوا ہے کہ یہ دونوں تذکرے ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی شائع فرما رہے ہیں۔ یہ تو مجھے بھی مالک رام صاحب کے خط سے علم ہوا کہ تذکرۂ بے جگر دہلی یونی ورسٹی چھاپ رہی ہے، البتہ تذکرۂ سرور کے بارے میں قطعیت کے ساتھ معلوم ہے کہ Q پریس بمبئی میں چھپ رہا ہے۔ لیکن ابھی ان دونوں تذکروں کے شائع ہونے میں ایک دو سال کا عرصہ لگ جائے گا کیوں کہ کام کی رفتار بہت سست ہے، میری رائے یہ ہے کہ مالک رام صاحب کے مرتبہ دونوں تذکرے اس عرصے میں کسی پبلشر سے معاملات طے کرکے چھپوا دینے چاہییں چوں کہ اس میں بدنیتی خواجہ صاحب کی ہے اس لیے مالک رام صاحب قطعاً حق بجانب [بہ جانب] ہوں گے اور آپ کو یہ معاملہ ''ہماری زبان'' کے ذریعے اہل علم کے سامنے بھی لانا چاہیے اس طرح تو کام کرنا بہت دشوار ہو جائے گا۔

آپ کا مزاج کیسا ہے؟ مصروفیات کیا ہیں، اگر آپ جواب لکھ رہے ہیں تو سب کچھ تفصیل سے لکھیے، اور نہیں تو پھر، شکوہ شکایت حرف وحکایت کچھ بھی نہیں۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی تری، سب کے جواب میں

خیر وعافیت کا خواہاں

نیازمند نثار احمد فاروقی

خط: ۱۲

۶۱/۲/۱۱ء

کرم فرمای بندہ تسلیمات

۶ فروری کا مکرمت نامہ نظر افروز ہوا، ممنون ہوں۔ اتنی طویل معذرت سے آپ نے مجھے شرمندہ کیا۔ میں اپنے سابقہ نیاز نامہ میں اگر کوئی لفظ خلافِ ادب لکھ گیا ہوں تو اس کے لیے معافی چاہتا ہوں اور یہ ضرور عرض کروں گا کہ جواب دینے میں اس ''معمولی'' تاخیر کو 'غیر معمولی' کی حدوں تک نہ جانے دیجیے۔ اس سے بدگمانی کا پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ اب بالترتیب ''جواب الجواب'' عرض کرتا ہوں:

(۱) 'میر نمبر' کے لیے آپ کا مضمون حسبِ وعدہ اسی مہینے میں وصول ہو جائے تو جانوں گا کہ آپ نے جو آیندہ کے لیے ''نیک چلنی'' کا وعدہ فرمایا ہے وہ درست ہے۔

(۲) سرسید کے جس قلمی خط کا میں نے وعدہ کیا تھا وہ ابھی تک فراہم نہیں کر سکا۔ چند ماہ پہلے ایک عزیز کے اچانک انتقال کر جانے کی وجہ سے اتنی عجلت میں جانا ہوا کہ الماری کی چابیاں دہلی ہی میں رہ گئی تھیں۔ اب رمضان کی کسی تاریخ میں جاؤں گا تو اپنا وعدہ پورا کرکے آپ سے سرخروئی [سرخ روئی] حاصل کروں گا۔

(۳) آف پرنٹ ابھی نہیں ملے۔

(۴) میں نے مجلّہ علوم اسلامیہ مفت طلب نہیں کیا تھا، نہ یہ چاہتا ہوں کہ اس کا بار آپ کی جیب پر پڑے۔ سرکاری ضابطے کا مجھے اندازہ ہے۔ یہ عرض کیا تھا کہ اس کا خریدار بننے کی کیا شکل ہے۔ سالانہ قیمت کیا ہوگی اور کیسے ادا کی جائے گی آپ کو زحمت دینا مقصود نہ تھا۔

(۵) 'فکر و نظر' کے لیے میں مضمون لکھ سکتا ہوں، لیکن اس شرط پر کہ مجھ سے مضمون مانگا جائے۔ میں نے یوسف صاحب قبلہ کی خدمت میں ایک نیاز نامہ بھیجا تھا۔ جواب سے محروم ہوں۔

(۶) 'دیوانِ قائم' کے لیے آپ کو جو زحمت ہو رہی ہے اس کے [لیے] شرمندہ ہوں اور منت گزار ہوں کہ آپ میرے لیے اتنی سعی فرما رہے ہیں۔ دہلی میں بوجوہ [بہ وجوہ] اسے منگوانا نہیں چاہتا اگر وہ مارچ کے اواخر تک بھی آ جائے تو میری مشکل آساں ہو جائے گی۔

(۷) تذکرہ سرور اور تذکرہ بے جگر کے سلسلے میں ''کچھ'' کرنا تو چاہیے مگر کیا؟ خالی مضمون لکھنے سے جُوں نہیں رینگے گی۔ اچھا یہ ہو کہ اگر مالک رام صاحب نے اور آپ نے ترتیب و تحشیہ کا کام مکمل کر لیا ہے تو اسے بعجلت [بہ عجلت] تمام شائع کر دیا جائے۔

(۸) کتابِ معلومہ[۱] پر میں تبصرہ کرنا چاہتا ہوں اور سخت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اس کے بارے میں یادداشتیں بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے اگر اس کی فروگزاشتوں کی فہرست ارسال فرما دیں تو اس سے تبصرہ وقیع ہو جائے گا یہ چوں کہ میرا موضوع نہیں ہے اس لیے میں اتنے امعانِ نظر سے مطالعہ نہیں کر سکا ہوں جیسے آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ میں اس سلسلے میں آپ کے خط کا منتظر ہوں۔

(۹) ڈاکٹر نارنگ کی کتاب طبع ہو گئی ہے شائع نہیں ہوئی ہے۔

(۱۰) خلیق انجم[۲] کو آپ کا خط نہیں ملا۔ انھوں نے ''غالب کی نادر تحریریں'' کے نام سے متفرقات جمع کر لیے ہیں اور وہ پریس میں ہیں کام اچھا ہے مگر زیادہ سلیقے سے نہیں کیا انھیں شاید اس کا علم نہیں تھا کہ آپ بھی اسی موضوع پر کام کر رہے ہیں ورنہ شاید باز رہتے پھر بھی آپ اپنا کام جاری رکھیے وہ اپنی حیثیت اور اہمیت میں اس سے فروتر نہ ہوگا۔ ان کا مجموعہ مکتبہ شاہراہ سے چھپ رہا ہے۔

(۱۱) کیا 'آثار الصنادید[۳]' کا ۱۸۵۴ء والا ایڈیشن کسی کتب خانے میں ہے؟ اگر آپ کو علم ہو تو مطلع فرمائیے۔ میرا ارادہ اسے ایڈٹ کر کے دوبارہ چھپوانے کا ہے۔ کوئی اور بزرگوار اس موضوع پر کام تو نہیں کر رہے ہیں؟

امید ہے کہ اب آپ پہلے سے کم تاخیر سے جواب مرحمت فرمائیں گے۔

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط: ۱۳

۱۹۶۱/۲/۲۴ء

برادرِ مکرم و محترم   تسلیمات

آپ کے دونوں عنایت نامے (مکتوب ۱۷ فروری و ۲۰ فروری، میرا) عزت افزائی اور نظر افروزی کا باعث ہوئے۔ ممنون ہوا، جواب ترتیب کے ساتھ عرض کرتا ہوں:

(الف) میں دہلی یونی ورسٹی لائبریری میں ۱۹۵۵ء سے کام کر رہا ہوں، لائبریری سائنس کی با قاعدہ ٹریننگ نہ ہونے کے باعث اصلی گریڈ سے محروم ہوں اور .U.D.C کا گریڈ پا رہا ہوں، جو -/80 سے شروع ہوتا ہے۔گرانی الاؤنس الگ رہا۔آیندہ کوئی امکان اس وقت تک نہیں کہ میں .Dip. Lib. Sc کرلوں، جس کا فی الحال نہ ارادہ ہے نہ موقع۔علی گڑھ کی لائبریری میں جو جگہ نکلی ہے اس کے لیے مخدومی پروفیسر رشید احمد صدیقی مدظلہ[۱] نے بھی مجھے حکم دیا تھا کہ درخواست بھیج دوں، لیکن مشکل یہ کہ میں نے یہاں یونی ورسٹی میں داخلہ لے رکھا ہے اور ایک سال تعلیمی گزر چکا ہے، اس مرحلے پر میرے لیے یہ سلسلہ منقطع کرنا سودمند نہ ہوگا۔علی گڑھ آنے کی میری تمنا بہت پرانی ہے اور نظر بظاہر [بہ ظاہر] اس کے پورا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔والغیب عنداللہ، میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صورت میں آپ بھی مجھے یہ مشورہ نہیں دیں گے کہ میں تعلیم کا سلسلہ ختم کر کے علی گڑھ آجاؤں۔اگر آپ کی عنایات میرے حال پر مبذول رہیں، خدا کا حکم ہوا اور میری قسمت نے اپنی شومی کا مظاہرہ نہ کیا تو پھر کبھی وہاں آنے کا مسئلے پر غور کروں گا۔

سردست میری ایک ذاتی مشکل اور ہے۔اسے آپ کی اعانت اور کوشش حل کر سکتی ہے۔میرے چھوٹے بھائی نے چار سال تک علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی ہے، وہاں سے پچھلے سال ''ادبیات انگریزی'' میں ایم اے کیا جس دن سے وہ اسکول میں داخل ہوا ہمیشہ ''گڈ سکنڈ کلاس'' کامیاب ہوا، لیکن طالع کی یاوری ایم اے فائنل میں ہمت ہار گئی اور تھوڑے ہی نمبروں سے سکنڈ کلاس رہ گئی، یعنی تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوا۔اب میرے اندر اتنی سکت نہیں اسے دوسرے ایم اے کے لیے یا کسی ٹریننگ کے لیے مالی امداد دے سکوں اور اس کے بغیر مستقبل میں کوئی بہتر موقع مل نہیں سکتا۔میں چاہتا ہوں کہ اسے آزاد لائبریری ہی میں کوئی معمولی سا job مل جائے پھر وہ علی گڑھ میں رہ کر اپنی تعلیم کو مکمل کر سکتا ہے اسی پر مستقبل کا انحصار ہے۔میں نے اس کی درخواست لائبریرین صاحب کی خدمت میں بھجوادی ہے اور رشید صاحب قبلہ کو بھی خط لکھ دیا ہے۔اس کا نام انیس احمد فاروقی ہے۔اگر آپ کسی مناسب موقع پر بشیر صاحب[۲] سے ان کی سفارش کر دیں تو یہ میرے اوپر احسان ہوگا۔لیکن یہ عرض کر دوں کہ بقول حضرت میرزا مظہر ''سفارش ہائے سرسری فائدہ ندارد''۔[۳] اگر آپ اُسے پرزور الفاظ میں Recommend کریں گے تو شاید موثر ہو۔وہ انگریزی میں تو بہرحال [بہ ہر حال] ایم اے کر چکا ہے اور عام طلبہ سے زیادہ ذہین ہے اس کے علاوہ فارسی اور ہندی بھی جانتا ہے اور اردو سے بھی نابلد نہیں ہے۔سب سے بڑی بات یہ کہ محنتی ہے اور اطاعت شعار ہے۔آپ کو اس کی سفارش کر کے کبھی شرمندگی نہیں ہوگی۔میں اتنا ہی عرض کر سکتا تھا، ''تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل''۔[۴] اب آپ اپنی مصلحتوں کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

(ب) علی گڑھ تاریخ ادب اردو کے لیے آپ نے ''فورٹ ولیم کالج: (مصنفین)'' کے زیر عنوان مقالہ لکھنے کا حکم دیا ہے۔یہ موضوع بہت دلچسپ ہے اور ساتھ ہی محنت طلب بھی ہے۔میں اس پر بڑی خوشی سے لکھوں گا اگرچہ وقت بہت تنگ ہے اور ذمے داری نہایت اہم۔سرور صاحب[۵] نے مجھے اس تاریخ کا ضمیمہ ''اردو کے اہم ادارے اور کتب خانے'' کے عنوان سے ۳۰۔۴۰ صفحوں میں لکھنے کا حکم دیا تھا، ان کا خط آئے ہوئے دو ہفتے ہوئے ہوں گے، میں نے تھوڑا بہت مواد بھی فراہم کر لیا اور اب ارادہ یہ تھا کہ ایک سوال نامہ سائیکلو اسٹائل کرا کے تمام اہم اداروں اور کتب خانوں کو بھیج دوں اور جب data فراہم ہو جائے تو اس کی تسوید کروں۔مگر یہ موضوع میرے ذوق کا نہیں تھا، اگرچہ بہت اہم ہے اور نسبتاً کم تحقیق چاہتا ہے۔اب دو صورتیں

ہوسکتی ہیں یا تو میں اس ضمیمے کے لیے بھی ساتھ ہی ساتھ مسالا فراہم کرتا رہوں اور اعداد و شمار مہیا ہونے پر اسے لکھ دوں۔ یا پھر اس کی تحریر سے معذوری ظاہر کر کے فورٹ ولیم کے مصنّفین پر لکھوں (یہ اس صورت میں کہ ادارے کو میرے اِن دونوں مقالوں کے لکھنے پر کوئی ٹیکنکل اعتراض نہ ہو۔ اعتراض نہ ہو تو میں پیش آنے والی مشکلوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں) بہرحال [بہ ہر حال] میں آپ کے مجوزہ عنوان کو ترجیح دوں گا، کیوں کہ اس کے لکھنے میں محنت ہوگی اور محنت میں لطف آئے گا جو کسی کام کا واقعی انعام ہے۔ اس موضوع کے بارے میں اب چند سوالات پیش کرتا ہوں ان کا جواب قدرے تفصیل سے عنایت فرمائیں تو مجھے مقالہ لکھنے میں بہت سہولت ہوگی:

(i) یہ کہ اس مقالے کے متن میں حوالوں کا انداز کیا ہوگا؟ یعنی جو ڈھنگ دوسرے ابواب میں اختیار کیا جا رہا ہو اسی کو برقرار رکھا جائے تو بہتر ہے۔ میری رائے میں تو یہ مناسب ہے کہ متن میں مخففات کا استعمال ہو اور مقالے کے آخر میں مراجع کی فہرست دے دی جائے۔ بہرحال [بہ ہر حال] جو صورت آپ کے ہاں اختیار کی جا رہی ہو اس سے مجھے مطلع فرمائیے۔

(ii) فورٹ ولیم کالج کے مصنّفین پر لکھنے کے لیے کیا ابتدا میں فورٹ ولیم کالج کے آغاز اور طریق کار یا مقاصد وغیرہ سے بھی باقاعدہ بحث اسی مقالے میں کی جائے گی یا وہ اس سے پہلے کے باب کے لیے مختص ہو چکی ہے؟

(iii) اگر فورٹ ولیم کی تصانیف پر علٰحدہ مقالہ لکھا جا رہا ہے تو تنقیدی حصّہ اسی میں آ جائے گا، اس لیے غالباً ہمیں اس مقالے میں ان کتابوں کی تنقید سے سروکار نہ ہوگا۔ اور زیادہ سے زیادہ ان کتابوں کے سنینِ اشاعت اور مختلف ایڈیشنوں کا تذکرہ کر دینا کافی ہوگا۔ اس بارے میں بھی تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(iv) اگر مصنّفین کی مستند اور مبسوط سوانح اور ضمناً کالج کی تاریخ لکھی جائے تو میرے اندازے کے مطابق ۳۰ صفحات قطعاً نا کافی ہیں۔ کم سے کم ۶۔ ۷ صفحے تو صرف میر امّن ہی لے مریں گے۔ اگر صفحات کی قید اٹھا کر یہ رکھا جائے کہ 'غیر ضروری تفصیلات سے احتراز کر کے جامعیت کے ساتھ مصنّفین کے حالات لکھے جائیں، تو زیادہ مناسب ہوگا، اب چاہے وہ ۳۰ صفحوں میں سمائیں یا ۵۰ میں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

(v) 'میر نمبر' میں ابھی میری کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے، اگر یہ کام شروع کر دیا تو میں اُسے ۲۔۳ ماہ کے بعد بھی نکال سکتا ہوں، اُس کی پابندی نہیں ہے۔ البتہ دوسرے کام جو میں نے چھیڑ رکھے ہیں اُنھیں ملتوی کرنا پڑے گا اور اُنھیں جو بھی نتیجہ ہو، ایک دو ماہ کے لیے التوا میں ڈال دوں گا۔ ضرورت ہوئی تو لائبریری سے رخصت بھی لے لوں گا اور ''ضرورت'' ضرور ہوگی کیوں کہ علی گڑھ میں ایک آدھ ہفتہ قیام کیے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہو سکتا بعض کتابیں وہاں ملیں گی اور یہاں نہیں ہیں۔

(vi) میں یہ چاہوں گا کہ اس کا پہلا مسوّدہ تیار کر کے میں ٹائپ کرانے سے پہلے آپ کے پاس اصلاح و مشورہ کے لیے بھیج دوں، اور جو کچھ ترمیم، تنسیخ، حک اور اضافہ کرنا چاہیں ان کے لیے ہدایت دے دیں، ایسی صورت میں کسی حد تک یہ اطمینان ہو جائے گا کہ غلطیاں کم سے کم رہیں گی اور کوئی ضروری بات چھوٹ نہ جائے گی۔

(vii) معروف کتابیں اور رسائل اس موضوع کے متعلق میرے پاس ہیں، کچھ لائبریری میں ہیں۔ آپ کے پاس جو مسالا ہو وہ مجھے رجسٹری کے ذریعے ارسال فرما دیں۔ سیّد حمید الدین بہاری پر آپ کا مضمون میں نے کہیں پڑھا تھا مگر اب مطلق یاد نہیں کہ کہاں دیکھا تھا۔ اس کا تراشہ ضرور بھیج دیجیے۔ یقیناً اس سے مقالے میں بڑی مدد ملے گی۔[۶]

مگر حیدر دہلوی کے تذکرے[۷] کا مطالعہ میں وہیں آ کر کر لوں گا، یا کسی معتبر شخص کے ہاتھ آپ مجھے بھیج دیں اس کا

ڈاک سے بھیجنا احتیاط کے خلاف ہوگا۔ رسالہ ''مشرب''[8] کا ایک نمبر تو دہلی کالج لائبریری میں موجود ہے، دوسرا نہیں ہے، یعنی شاید حصہ اوّل نہیں۔ اگر آپ کے پاس ہو تو وہ بھی بھجوادیں۔ حفاظت کا خیال رکھا جائے گا۔

میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس خدمت کے لیے مجھے یاد فرمایا۔ اپنی بساط اور حیثیت ولیاقت کے مطابق اسے اچھی طرح انجام دینے کی کوشش کروں گا۔ آبرو خدا رکھ لے گا۔

(ج) آپ کے دوسرے خط سے یہ علم ہو کر بے حد خوشی ہوئی کہ دیوانِ قائم اور مخزن[9] کے نسخے انڈیا آفس سے روانہ ہو چکے ہیں۔ جب وہ علی گڑھ پہنچ جائیں گے تو میں بھی فرصت نکال کر آؤں گا۔ مخزنِ نکات مطبوعہ کا ایک نسخہ مکتبہ جامعہ میں فروخت کے لیے موجود تھا، اُسے کل تلاش کروں گا اور آپ کے واسطے خریدلوں گا۔ میں نے دیوانِ قائم کا جو انتخاب کیا تھا اُسے ٹائپ کے لیے دے دیا ہے۔ بار بار غور کرنے کے بعد اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دیوانِ قائم کا کم سے کم ۴/۱حصہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اسے شائع کیا جائے۔ ابتذال اور سوقیت کی وجہ سے۔ اسی لیے میں نے اس کا انتخاب تیار کیا تھا، اور یہ دیوانِ قائم کے ۳/۴ حصے کو محیط ہے۔ اس کا مقابلہ انڈیا آفس کے نسخے سے کرنے کے مسئلے پر غور کیا جا سکے گا۔

(د) خطوطِ سرسید کی دوسری قسط[10] کے آف پرنٹ بھیجنے کے لیے آپ نے تحریر فرمایا تھا، وہ مجھے نہیں ملے۔

(ہ) ''کتابِ معلومہ'' کے تسامحات کی نشان دہی کا وعدہ بھی ہنوز پورا نہیں ہوا۔[11]

آپ کے دوسرے مفصل مکتوب کا منتظر ہوں۔

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط: ۱۴

۲۹/۳/۶۱ء

برادرِ مکرم تسلیمات

۲۴ر مارچ کا گرامی نامہ ملا، شکریہ۔

فورٹ ولیم کے بارے میں جتنا مسالا بالعجلت [بہ عجلت] ممکنہ دستیاب ہو سکتا تھا وہ جمع کر لیا ہے، اور اسے کل سے لکھنا شروع کر دوں گا۔ اندازہ ہے کہ اپریل کے عشرۂ اولیٰ میں وہ ضرور آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ یہ ضرور ہے کہ اس کی نوعیت ''پہلے مسودے'' کی ہوگی۔ بعد میں اُسے نظرِ ثانی کے لیے واپس لے کر تقریباً دوبارہ لکھوں گا۔ کیوں کہ اس عرصے میں نیشنل آرکائیوز سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکا ہوں (پوری طرح کیا معنی گویا نتیجہ صفر سے کچھ ہی زیادہ ہے۔) میں اس ہفتے میں تین بار دہلی کے باہر بھی گیا اور ابھی پرسوں کی ایک مصروفیت باقی ہے اس کے بعد ان شاءاللہ یکسوئی [یک سوئی] نصیب ہوگی۔

شاید آپ ۲۷ر کو پٹنہ جانے کے لیے دہلی سے گزرے ہوں گے لیکن اس روز میں دہلی سے باہر گیا ہوا تھا، امید ہے آپ کی واپسی عمل میں آ چکی ہوگی۔

قدیم اردو نثر پر آپ کو جو مضمون لکھنا ہے اس کے بارے میں سردست شاید ہی کوئی ایسی بات بتا سکوں جو آپ کے علم میں نہ ہو، البتہ حیدرآباد کی ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ[12] (پتا: برکت پورہ حیدرآباد۔ دکن) نے مجھے ایک ملاقات میں بتایا تھا کہ وہ فورٹ ولیم سے قبل کی اردو نثر پر اپنا پی ایچ۔ ڈی کا تھیسس شائع کرنے والی ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ بعض اہم نثری نمونے

انھوں نے فراہم کیے ہیں۔ انھیں خط لکھیے شاید وہ اپنی دریافت کے ظاہر کرنے میں بخل سے کام نہ لیں، لیکن خط لکھنے کے معاملے میں وہ آپ سے بھی زیادہ ''وضع دار'' ہیں۔

فضلی کی 'کربل کتھا' دلّی یونی ورسٹی کے شعبۂ اردو کی طرف سے شائع ہوئی ہے اور یکم اپریل کو منظر عام پر آ جائے گی۔

قاضی صاحب نے اُنھیں یورپ جانے سے پہلے ایک خط میں لکھ دیا تھا کہ ٹیوبنگن میں 'دہ مجلس' کا نسخہ موجود ہے۔ اور اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو معاصر[۲] کے کسی شمارے میں اس کا ذکر بھی آ چکا ہے۔ آپ نے اسے تلاش کرنے کے بعد وہاں نمایاں جگہ رکھوا دیا ہوگا، اسے یہ حضرت لے اُڑے۔ ان سے میری مخالفت کسی ذاتی سبب سے نہیں ہے (اگر چہ لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں) میں نے ۹۔۸ سال تک ان کے ساتھ شب و روز رہ کر ان کی عیاریوں کا مشاہدہ کیا ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ خدا بھی چاہے تو اب اتنا بڑا فراڈ دوسرا پیدا نہیں کر سکتا (نعوذ باللہ!) ایسی ہی لاکھوں چھوٹی بڑی عیاریاں دیکھ کر مجھے شدید نفرت پیدا ہوگئی ہے، حالانکہ میں دنیا میں کسی شخص سے نفرت نہیں کرتا، رہا 'اختلاف' تو وہ مجھے اپنے آپ سے بھی ہے! قاضی صاحب قبلہ دہلی تشریف لائے تھے، ملاقات ہوئی، ۳۔۴ گھنٹے اُن کی خدمت میں حاضر رہنے کی سعادت نصیب ہوئی اُنھوں نے بڑی شفقت اور محبت سے مجھے سمجھایا، لیکن میں نے یہی عرض کیا کہ صرف یہ ایک ایسا انفرادی معاملہ ہے کہ اس میں اب کسی طرح کی مفاہمت کا کوئی خانہ ہی میں نے باقی نہیں چھوڑا ہے۔ اب میں اسلام کا چھٹا رُکن اس کی مخالفت کو سمجھتا ہوں (یہ جانتے ہوئے بھی کہ صبح سے شام تک کروڑوں لاحولیں پڑھنے کے بعد کوئی شخص شیطان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا!)

اور آپ سے بھی مجھے ایک شکایت ہے۔ پہلے بھی عند الملاقات یہ عرض کیا تھا کہ آپ کی نظر میں جو کام کرنے کے ہیں اُنھیں پہلے تو یوں ہی Rough حالت میں پیش کر دیجیے۔ 'تکمیل پسندی' کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان ڈاکٹر اشرف ہو کر رہ جاتا ہے۔ اُنھوں نے بھی ہزاروں کتابیں پڑھ ڈالیں، لاکھوں صفحے Notes کے تیار کر لیے ہوں گے لیکن اپنے تھیسس کے سوا کوئی کتاب آج تک نہ لکھ سکے۔ آپ اگر تذکروں کے ساتھ اور 'دہ مجلس' کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو کلیم الدین احمد صاحب[۳] نے 'دیوانِ جہاں' اور 'تذکرہ شورش و عشقی' کے ساتھ کیا ہے تو اس سے بدر جہا [بہ درجہا] بہتر تھا کہ ایسے نااہل جاہل انسان کے ہاتھوں اِس سرمائے کی مٹی پلید ہو۔ میں نے شب و روز کی محنت کے بعد غالب نُما مرتب کیا، اس کی ۹۸۷ Entries 'برہان' میں ۳ قسطوں میں چھپوا چکا ہوں اور ایک ہزار سے زائد ابھی موجود ہیں، یہ تعداد بڑھتی ہی جا رہی ہے اور میری خواہش ہے کہ ۵ ہزار اندراجات پر مشتمل ہو جائے تو کتابی صورت میں شائع کر دوں، اس شخص نے[۴] اپنے آدھے درجن شاگردوں کی فوج لگا کر غالب نما تیار کرانا شروع کر دیا اور 'اردوے معلّٰی' کے شمارۂ دوم میں اس کے تقریباً ۹۷ صفحے دیے ہیں جن میں کچھ اوپر چار سو مضامین کا انڈکس ہے، نہایت بے غیرتی اور بے حیائی کے ساتھ مقدمے کا پہلا ہی جملہ یہ لکھا ہے کہ ''ہم یہ کام دو سال سے کر رہے تھے۔'' ایسی حرکتیں دیکھ کر کیا انسان ان ذات شریف سے محبت کر سکتا ہے؟ لیکن بحمد اللہ میرے اوپر نہ اس کا کوئی احسان ہے، نہ میں کسی معاملے میں مرہونِ منت ہوں، نہ یہ شخص کبھی میرے کسی کام آیا ہے البتہ میں نے اس کے معمولی مضامین سے لے کر تھیسس تک، (اور وہ خرافات بھی قبلۂ دیدہ و دل کی نظر میں اردو کی ''بہترین کتابوں'' میں محض صفحۂ انتساب کی وجہ سے شامل ہوگئی ہے) اپنا خونِ جگر صرف کیا ہے اور کتنی ہی راتیں جاگ کر اس کے مسودے صاف کیے ہیں۔ الفاظ کی تذکیر و تانیث سے لے کر املا اور ہجا تک کوئی مرحلہ ایسا نہیں ہے جہاں یہ شخص امداد کا محتاج نہ رہا ہو۔ لیکن ایسا احسان فراموش، محسن کش، مربی سوز، بے غیرت

اور تو تا چشم آدمی نہ کسی کتاب میں میری نظر سے گزرا ہے نہ صفحۂ گیتی پر نظر آ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے کہ میں یہاں اپنی حد سے تجاوز کر جاتا ہوں، لیکن خدا سے بھی یہی کہوں گا کہ میری اصلاح کرنے سے پہلے اس کی اصلاح کرے کہ یہ علّت اسی معلول کی تابع ہے۔ خیر چھوڑیے، **لاحول و لا قوۃ الّا باﷲ العلی العظیم۔**

آپ 'دہ مجلس' کو ضرور ایڈٹ کیجیے اور اپنے مقدمہ و حواشی کے ساتھ اسے شائع کیجیے اور اس کے دیباچے میں ان بزرگوار کے کارنامے کی قلعی بھی کھول دیجیے۔ میں 'دہ مجلس' کے بارے میں ایک خبر بنا کر یہاں کے اخبارات میں دے دوں گا، آپ اُدھر 'ہماری زبان' میں خط لکھ دیجیے۔ مئی یا جون میں 'پگڈنڈی' کا عام نمبر نکلے گا، اس میں اداریہ بھی اسی موضوع پر ہوگا۔ یہ جو کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے کام کرنا دوبھر ہے ان کی قلعی کھولنی پڑے گی۔

ہاں یاد آیا کہ 'کربل کتھا' آہنی چھاپے میں فورٹ ولیم کالج سے بھی شائع ہوئی تھی وہ نسخہ بھی کہیں سے ذات شریف کے ہاتھ آ گیا ہے۔ نیشنل آرکائیوز میں بعض documents سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ 'کربل کتھا' چھپی تھی۔ آپ کو شاید اس کے طبع ہونے کا علم نہ ہو، ان کے ساتھ یہ مطبوعہ نسخہ (غالبًا) اور نسخہ جرمنی (یقینًا) رہا ہے۔ دو چار روز میں کتاب سامنے آئے تو کل تفصیل معلوم ہوگی۔

قاضی صاحب قبلہ گزشتہ دوشنبہ تک دہلی میں تھے، اس کے بعد میں باہر چلا گیا اور مجھے علم نہیں کہ وہ کب اور کہاں تشریف لے گئے انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ رامپور [رام پور] جانے کا قصد کر رہا ہوں اگر وہاں تشریف لے گئے ہوں گے تب بھی انھیں اب تک پٹنہ واپس پہنچ جانا چاہیے۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور سفر سے واپس تشریف لا کر تفصیل سے پھر خط لکھیں گے۔ دیوانِ قائم کا وہ نسخہ جو انڈیا آفس سے آیا ہے، ممکن ہو تو لائبریری سے لے کر اپنے پاس رکھ لیجیے تا کہ کوئی صاحب اس کا حشر بھی 'دہ مجلس' کا سا نہ کر دیں۔ ان حالات سے آپ نے مالک رام صاحب کو بھی مطلع کیا ہے یا نہیں؟

مجھے یہ بات کئی مہینے سے معلوم تھی کہ شعبۂ اردو کی طرف سے 'دہ مجلس' چھپ رہی ہے لیکن یہ علم نہیں تھا کہ اسے آپ پہلے دریافت کر چکے ہیں ورنہ آپ کو بہت پہلے اطلاع دے دیتا اور اتنا وقت مل جاتا کہ آپ اسے ایڈٹ کر کے شائع کر دیتے۔ بہرحال [بہ ہر حال] اب ان کتابوں کے بعد کلیاتِ سودا کا نمبر ہے، اگر یہ کام کوئی صاحب کر رہے ہوں تو ان سے کہیے کہ جلدی سے ختم کر ڈالیں۔ ان حضرات کے ہاتھ سودا کا وہ نسخہ آ گیا ہے جو جانسن کو پیش کیا گیا تھا اور بھی چند نسخے ایسے ہیں جو شاعر کی زندگی میں نقل ہوئے ہیں، ان میں ایک نسخہ کنگز کالج کیمبرج کی لائبریری کا بھی ہے۔

نیازمند نثار احمد فاروقی

خط: ۱۵

دہلی یونی ورسٹی لائبریری، دہلی ۶

۲۵ فروری ۶۲ء

محبّ مکرم تسلیمِ مسنون

گرامی نامہ مع مضمون کے عزت افزا ہوا تھا، رسید بھیج چکا ہوں۔ اس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ یورپ میں نکات الشعرا[1] کے اتنے نسخے میرے علم میں ہیں (ان کی اطلاع قاضی صاحب اور عرشی[2] صاحب سے ملی تھی):

(۱)نسخہ کتب خانہ ملی پیرس
(۲)نسخہ کتب خانہ ملی برلن
(۳)نسخہ کتب خانہ باڈلین آکسفرڈ

ان میں سے کون سے نسخے آپ کے ملاحظہ سے گزرے ہیں اور ان کے بارے میں آپ سردست مجھے کیا معلومات دے سکتے ہیں۔ان کے علاوہ کوئی نسخہ آپ کے علم میں ہوتو اس سے بھی آگاہ فرمایئے۔جواب کا سخت انتظار ہے۔

خدا کرے اب آپ کلی طور پر صحت یاب ہو چکے ہوں۔

نیاز مند نثاراحمد فاروقی

خط:۱۶

دہلی یونی ورسٹی لبریری، دہلی ٦
یکم اگست ۱۹٦۲ء

برادلرم تسلیمات

میرے متعدد خطوط کا جواب آپ کے ذمّے ہے لیکن ان میں کوئی بات جواب طلب نہ تھی اس لیے میں نے بھی تقاضا نہیں کیا اب ایک مسئلہ ایسا ہے جس کا جواب ممکنہ عجلت کے ساتھ چاہتا ہوں۔امید ہے کہ آپ نہ صرف اسی عریضے کا جواب مرحمت فرمائیں گے بلکہ اگلا پچھلا سب قرض چکا دیں گے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ محمد غوث زرّین بجنوری کی کتاب ''نوطرزِ مرصّع'' (قصہ چہار درویش) کا کوئی نسخہ علی گڑھ میں (انجمن کے کتب خانے میں یا آزاد لائبریری میں) ہے یا نہیں اور ہے تو وہ کب کا لکھا ہوا ہے۔اس کے علاوہ یہ کہ اور کون سے قلمی نسخے آپ کے علم میں ہیں۔یہ کتاب غالباً نول کشور سے چھپی بھی تھی لیکن مجھے کوئی مطبوعہ نسخہ دستیاب نہیں ہوا اگر علی گڑھ میں ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایئے۔جواب جلد چاہتا ہوں۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔مجلّہ علومِ اسلامیہ کا تازہ شمارہ مل گیا ہے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نیاز مند نثاراحمد فاروقی

خط:۱۷

دہلی یونی ورسٹی لائبریری، دہلی ٦
۱۲ ستمبر ۱۹٦۲ء

محبّ مکرم تسلیمِ نیاز

خدا خدا کر کے آپ نے یاد فرمایا۔دنوں سے منتظر تھا لیکن ایک جواب طلب بات اب بھی رہ گئی کہ میں نے آپ کے وطن کے پتے پر جو کتابیں رجسٹری سے ارسال کی تھیں وہ ملیں یا نہیں؟ اُن کی آپ نے رسید تک نہ دی۔

اٹاوے کا ذخیرہ دیکھنے کے لیے میں ہی علی گڑھ آؤں گا''اگر غوث زرّیں کی ''نوطرزِ مرصّع'' (مطبوعہ آگرہ) یا قلمی کہیں آپ کی نظر سے گزرے تو ضرور مطلع فرمایئے۔آپ کے دوست جو دہلی یونی ورسٹی سے امتحان دے رہے تھے پاس ہو

گئے تھے اوراب انھوں نے ملازمت چھوڑ دی ہے ایم اے میں داخلہ لے لیا ہے دیکھنا ہے اس کوے ملامت سے کیسے نکلتے ہیں۔

قائم والے مضمون (مطبوعہ نقوش) کے بارے میں زبانی عرض کروں گا۔

مخدومی قاضی صاحب قبلہ کی خدمت میں میرا سلام پہنچایئے۔ میں نے ۲یا۳ خطوط لکھے ہیں لیکن خلاف توقع اُن کی طرف کے جواب نہیں آیا خدا کرے مانع بخیر ہو میں نے یہ لکھا تھا کہ میرا پتا تبدیل ہوگیا ہے ممکن ہے اس وجہ سے مجھے اُن کا گرامی نامہ نہ ملا ہو آپ یہ فرمادیں کہ وہ مجھے اگر لائبریری ہی کے پتے پر خط تحریر فرمادیں گے تب بھی مل جائے البتہ اس میں لفظ LIBRARY واضح اور Capital letters ہو تو اچھا ہے۔ میں قاضی صاحب قبلہ کی ہدایات کا منتظر ہوں۔

نیازمند نثاراحمد فاروقی

خط:۱۸

c/o LIBRARY University of Dehli.

۲۱ستمبر۱۹۶۲ء

محبّ مکرم تسلیم نیاز

۱۹/ کا عنایت نامہ ملا اور خلاف توقع۔ اس لیے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ زرّیں کی ''نوطرزِ مرصّع'' کے بارے میں ابھی تک مجھے کچھ معلوم نہیں ہوسکا ہے۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب[ل] نے یہ لکھا ہے کہ لکھنؤ یونی ورسٹی لائبریری میں اس کا ایک مطبوعہ نسخہ ہے لیکن وہاں کسی سے میری شناسائی نہیں ہے اگر آپ لکھنؤ سے اس کے بارے میں معلوم کرسکتے ہوں تو زحمت فرمایئے۔

مخدومی قاضی صاحب کو آج ہی خط لکھ رہا ہوں اور کتابت شدہ matter بھی جلد ہی دادوں گا۔ اطالیہ میں جو صاحب قائم پر کام کررہے ہیں ان کے بارے میں مجھے بہت پہلے علم ہوگیا تھا ان کا کام اچھا ہوگا لیکن امید نہیں کہ اُن کی کتاب ہندوستان کی ضرورت کو پورا کرسکے، چھپے گی تو ادھر تھوڑی تعداد میں آئے گی۔

میں نے ایم اے عربی میں داخلہ لیا ہے۔ دعا کیجیے کہ جہالت کا بھرم رہ جائے۔ والام

نثاراحمد روقی

خط:۱۹

۱۶۔فروری۱۹۶۳ء، ۱۲بجے شب

اندارا کنواں، گلی قاسم جان، دہلی ۶

برادرِمکرم تسلیمات

آپ کے دو عنایت نامے ملے تھے اور میں جواب دینے کا ارادہ کررہا تھا مگر یہ خیال تھا کہ بلاک تیار ہوکر یہاں سے روانہ ہوجائیں تو خط لکھوں گا۔ مگر کل سے ابر ہے، اور ابر آلود موسم میں Negative صاف نہیں بنتا۔ بلاک میکر نے کہا کہ منگل کے دن ہماری چھٹی ہوتی ہے۔ اگر پرسوں پیر کو بنے تو بدھ کو روانہ ہوں۔ بدھ کو بنے تو جمعرات کو۔ آج شام کو گھر آیا تو احتشام بن حسن صاحب آپ کا رقعہ چھوڑ گئے تھے ان سے ملاقات نہ ہوسکی، علی العموم صبح ۱۰ بجے تک گھر رہتا ہوں اس کے

بعد جو نکلتا ہوں تو کچھ علم نہیں ہوتا کہ کب واپسی ہوگی۔ اکثر رات کو ۱۱۔۱۲ بجے تک آتا ہوں۔کل وہ آئیں گے اگر ملاقات ہوگئی تو یہ خط انھیں دستی دے دوں گا اور صورت حال سے آگاہ کر دوں گا ورنہ یہ ڈاک سے جائے گا۔

آج کل 'میر نمبر' پریس میں ہے اس سلسلے میں بھی مصروف ہوں۔ آپ نے پچھلے دو خطوں میں، میرے نشان سرنامہ پرایم۔اے لکھنا شروع کر دیا ہے۔ آپ کو تو یہ علم ہے کہ ابھی اس کا ''قانونی وارث'' نہیں ہوا ہوں اور ہو بھی جاؤں تو اسے لکھنا پسند نہ کروں گا۔ آپ نے یا تو اس روایت پر عمل کیا ہے، جس کے تحت عازمِ حج بیت اللہ کو گھر سے نکلتے ہی 'حاجی' کہنا شروع کر دیتے ہیں یا 'برہان' کے شمارہ جنوری میں ریاض الافکار والے مضمون کے ساتھ وہ مذاق دیکھ لیا ہے جو دفتر 'برہان' والوں نے اپنے مولویانہ اخلاق کو کار فرماتے ہوئے میرے ساتھ کیا ہے اور جس کی شرم اور غصّے میں میں نے وہ آرٹیکل بھی چھپنے کے بعد نہیں پڑھا۔ حالانکہ میں نے اُنھیں خط کے ذریعے یہ اطلاع دی تھی کہ 'برہان' میں اب تک میرے نام کے ساتھ یونی ورسٹی لائبریری کا ایڈریس چھپتا رہا ہے اب چوں کہ میں وہاں سے مستعفی ہو گیا ہوں اس لیے آیندہ اسے نہ چھاپا جائے، انھوں نے وہ ایڈریس تو پلیٹ پر سے کھرچ دیا مگر اس کے ساتھ یہ ڈگری کا دم چھلا لگا دیا۔ غالب کے لفظوں میں کہوں کہ اگر میں نے اسے کبھی لکھا ہو، یا لکھنے کا ایما کیا ہو، یا کسی کا اس طرح لکھنا میرے نفس کی فربہی کا باعث ہوا ہو، یا آیندہ لکھنے کا ارادہ وہم وخیال کے حاشیے میں بھی ہو تو مجھ پر ہزار لعنت۔ خلاصہ اس دراز بیانی کا یہ کہ آیندہ آپ مجھے یہ 'گالی' نہ دیں ویسے آپ میرے بزرگ اور محترم ہیں اور ''مختار'' ہیں۔

بلاک ان شاء اللہ اچھے بن جائیں گے اور جیسے ہی تیار ہوئے فوراً روانہ کیے جائیں گے آپ مطمئن رہیں۔ والسلام والاکرام

نیازمند نثار احمد فاروقی

خط: ۲۰

مکان نمبر ۲۰۰۲ گلی قاسم جان، دہلی ۶

۲۶،۷،۱۹۶۳ء

برادرِ مکرم تسلیمات

بہت دنوں سے آپ کی خیر خبر معلوم نہیں ہوئی۔ میں نے ایک عریضہ بھیجا بھی تھا جس میں یہ عرض کیا تھا کہ کتاب بلاک والا بل ہنوز ادا نہیں ہوا ہے۔ دلّی کالج میگزین کا میر نمبر[1] چھپ گیا ہے، آپ کی خدمت میں اس کا مجلّد نسخہ بھیجوں گا اور یہ درخواست کروں گا کہ اس پر اپنی رائے سے ضرور سرفراز فرمائیں، آپ کا مضمون تجلّی دہلوی[2] پر اس میں شامل ہے، اس پر آپ اگر نظر ثانی کرنا چاہیں، کچھ اضافہ یا ترمیم منظور ہو تو کر لیجیے کیوں کہ اب یہ میر نمبر کتابی صورت میں چھپے گا، اس کے بعض مضامین حذف کر دیے جائیں گے اور بعض کا اضافہ ہوگا۔ آپ کوئی اور مضمون میر سے متعلق کسی موضوع پر مرحمت فرما سکیں تو شکر گزار ہوں گا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم نے عربی کا ایک رسالہ شش ماہی نکالنے کا تہیہ کر لیا ہے، میں نے اس کا نام ''المجلۃ'' تجویز کیا ہے، اگر اور کوئی بہتر نام آپ تجویز فرما سکیں تو لکھیے۔ اس کے سلسلے میں مجھے ہر قدم پر آپ کے تعاون کی ضرورت ہوگی۔ اس مجلّہ عربی کے واسطے آپ اپنا مضمون علوم اسلامی یا ادبیات عربی کے کسی بھی موضوع پر فوراً مرحمت فرمائیے، اگر عربی میں نہ ہو تو انگریزی یا اردو میں لکھا ہوا بھیج دیں میں یہاں ترجمہ کرا لوں گا۔ اور کچھ حضرات کے نام بتائیے جن سے مضامین حاصل ہو سکیں۔ اس کی طباعت کے سلسلے میں بھی مشورہ دیجیے کہ کہاں بہتر ہو سکتی ہے۔ ہم اس مجلّے میں ایک مجلسِ مشاورت بھی رکھیں گے جس میں ۳

حضرات بیرونی اور دو دہلی یونی ورسٹی کے ہوں گے مشیر کی حیثیت سے آپ کا نام میں نے تجویز کیا ہے، آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟
آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط:۲۱

مکان نمبر ۲۰۰۲ گلی قاسم جان، دہلی ۶
۵ ستمبر ۶۳ء

عنایت فرمائی بندہ تسلیمات

(۱) آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ فی الحال میرا تقرر شعبۂ عربی میں ہوگیا ہے، اس کی نوعیت عارضی ہے، آیندہ اللہ مالک ہے۔
(۲) میں اسلامک اسٹڈیز کانفرنس (حیدرآباد) میں شرکت کے لیے ڈیلی گیٹ بننا چاہتا ہوں، اس کا فارم وغیرہ مجھے دفتر سے بھجوا دیجیے۔ اس زمانے میں میرا حیدرآباد جانے کا یوں بھی ارادہ ہے۔
(۳) دہلی کالج میگزین کا میر نمبر حصہ دوم بھی شائع ہونے والا ہے جو حصہ اول سے ضخامت میں اور معنویت میں بہتر اور زیادہ ہوگا، اس کے لیے کسی موضوع پر مضمون عنایت فرمائیے (انکار غیر مسموع)
(۴) مجلّہ علوم اسلامیہ بہت دنوں سے نہیں ملا، کیا اشاعت معرضِ التواء میں ہے؟
(۵) آپ کا مزاج کیسا ہے؟
(۶) جواب کے لیے کتنے دن انتظار کروں؟ والسلام

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط:۲۲

۱۶ فروری ۱۹۶۵ء

محب گرامی قدر تسلیمات

۷ فروری کا نوازش نامہ پہنچا، سرفراز کیا۔ آپ نے بڑے پُر معنی انداز میں چھیڑا ہے تو کچھ سن لیجیے، میں دسمبر کے آخری ہفتے میں حیدرآباد گیا تھا اور ۱۳ جنوری کو واپس آیا۔ وہاں کانفرنس کے ہر اجلاس میں شرکت رہی، میرا قیام شہر میں تھا کانفرنس کا مہمان نہ ہوا تھا اس لیے جامعہ تک پہنچنے کے لیے اچھا خاصا سفر طے کرنا پڑتا تھا۔ دہلی سے تین حضرات گئے تھے، ایک تو یہ خاکسار، ذرۂ بے مقدار، دوسرے اردو کے ایک بڑے توپچی، تیسرے ہمارے شعبے میں فارسی کے ریسرچ اسسٹنٹ شمیم احمد صاحب۔ دوسرے بزرگوار وہاں سرکاری خرچ پر عشق لڑانے اکثر جایا کرتے ہیں، اسلامک اسٹڈیز سے بڑھ کر شرعی حیلہ اور کیا ہوسکتا تھا، یونی ورسٹی میں جوڑ توڑ کر کے خود کو ڈیلی گیٹ بنوالیا تھا، وہاں دو دن تک تو مقالہ پڑھنے کی ہمت ہی نہ ہوئی مختلف بہانے تراشتے رہے، تیسرے دن میں صبح کے اجلاس میں نصف گھنٹے لیٹ پہنچا، اس فرصت کا فائدہ اٹھا گئے، ہندو مسلمانوں کے کلچرل تعلقات پر کچھ جھک ماری تھی۔ کانفرنس میں خوب اندھے کی ریوڑیاں تقسیم ہوئیں، وہاں منتظمین سے جو لوگ قربت رکھتے تھے عجب طرح کی ہفوات لکھ لائے تھے اور آدھ آدھ گھنٹے تک (بلکہ اس سے زیادہ) تمام حروفِ حلقی کے ساتھ! اپنے مضامین پڑھ

گئے۔ باہر کے لوگوں کو ۵۔ ۷ منٹ سے زیادہ نہیں ملے۔ الّا ماشاء اللہ۔ مگر میں نے بزنس سیٹ میں اپنی تجویز پورے جوش و خروش کے ساتھ پیش کر دی تھی کہ آیندہ اجلاس میں یہ سبق نہ دہرایا جائے۔ مضامین کے لیے وقت محدود دیجیے، پہلے اس کی جانچ پڑتال کر لیجیے، معیار سے ساقط ہو تو قطعاً نہ پڑھوایئے مگر خدارا مضمون نگار سے عین وقت پر مضمون کو مختصر کر کے پڑھنے کی فرمایش کر کے اسے مسخرانہ بنائیں کچھ نے اختلاف کیا، کچھ متفق ہوئے۔ مگر علیم صاحب قبلہ اپنی رائے پر قائم رہے۔ غرض آپ باور کیجیے کہ اتنے مسلمان ہندستان میں یک جا کہیں نہ ملتے آپ نے یہ کانفرنس چھوڑ دی بُرا کیا۔ ایک مزے کی بات تو یہ ہے کہ کسی کو خبر نہیں تھی Islamic Studies کس چڑیا کا نام ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔ جس شخص نے جس موضوع پر مضمون لکھ لیا تھا اسے اصرار تھا کہ بس یہی اسلامک اسٹڈیز کے ذیل میں آتا ہے۔ تقریروں کے بھی دو بہت ممتاز پہلو تھے کچھ خوشامدی ٹٹو وہاں سیکولرازم کا نام اتنی بار زبان پر لاتے تھے اور اس کی شان میں قصیدے پڑھتے، اور ہندستانی مسلمانوں کو اس کی تلقین فرماتے تھے، گویا یہ سیکولر اسٹڈیز کانفرنس ہو رہی ہے، دوسرے انتہا پسند کی طرح لحنِ داودی کے ساتھ آیات و احادیث کی تلاوت فرما کر اس کی تشریح خالص واعظانہ انداز میں یوں فرماتے تھے۔ جیسے معارف و حکم کے نئے خزانے ان کے ہاتھ آ گئے ہیں، یا جیسے جامع مسجد کے منبر پر کوئی خطیب بڑا ہی ایمان پرور خطبہ دے رہا ہے۔ تین دن تک کانفرنس کے چھ اجلاس attend کرنے کے بعد کم از کم مجھے اپنے معلومات میں بقدر حبۂ خردل بھی اضافہ محسوس نہیں ہوا، بس کچھ لوگوں سے ملاقات ضرور ہو گئی۔ کھانا کانفرنس کا صرف ایک دن کھایا، اس میں کیا تھا سن لیجیے، مچھلی کا ایک ٹکڑا جس کا وزن ۲۵ گرام ہوگا، اس کے ساتھ تھوڑا سا شوربہ۔ دوسری کٹوری میں دال، (حیدر آباد کی کھٹی دال آپ نے شاید کھائی ہوگی!) اور ایک پلیٹ میں اُبلا ہوا خشکا، چپاتیاں گنتی کی دو دو فی کس اور ایسی کہ کوّے کے کان میں باندھ دیجیے تو اُڑا چلا جائے۔ البتہ یہ سنا ہے کہ ایک شب کو کانفرنس کی طرف سے ڈنر بہت شاندار دیا گیا تھا، اس میں شرکت کی سعادت مجھے نصیب نہیں ہوئی کیوں کہ رات کو جامعہ سے واپس آنا دشوار تھا۔ وائس چانسلر نے چائے پر مدعو کیا تھا، اس میں یہ فقیر بھی تھا، وہ دعوت البتہ سلیقے کی تھی باقی تو یہ حال تھا کہ:

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو
ایک ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو

شہر میں ایک صاحب نے مندوبین کو چائے پر مدعو کیا تھا تو وہاں کسی کے ہاتھ صرف پانی کا گلاس ہی آیا، کیوں کہ انھوں نے ۵۰ افراد کا انتظام کیا تھا اور کوئی دو سو پہنچ گئے تھے۔ دوسرا عصرانہ شہر کے ایک رئیس نے بنجارا ہل پر دیا تھا وہاں ۱۰۰ کا انتظام تھا تو ۵۰ ہی پہنچے۔

شرکت کرنے والوں میں سب سے آپ واقف ہیں، بعض تو وہ ہیں جو پیشے کے خانے میں ''ڈیلی گیٹ'' لکھوایا کرتے ہیں اور لوگ سب حیدر آباد ہی کے تھے۔ خواتین حیدر آباد میں بظاہر بہت عام و ارزاں ہیں انجمن اس کانفرنس میں کبریت احمر کا حکم رکھتی تھیں، لہٰذا آپ اس معاملے میں بھی فائق و فائز رہے۔ **وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔**

غرض آپ آسام سے جتنے خوش آئے ہیں اس کانفرنس سے اتنا ہی بیزار ہوا اور عہد کیا کہ آیندہ خاموشی سے کنجِ گمنامی [گم نامی] میں بیٹھ کر کام کروں گا اور ہرگز اپنی فضیحت کے لیے کسی کانفرنس میں نہ جاؤں گا۔ حیدر آباد جانے کا ارادہ یوں کیا تھا کہ وہاں کتب خانوں سے استفادہ کر سکوں گا، ڈاکٹر عابدی نے بھی کہا کہ آسام میں اردو فارسی عربی کے دو چار ہی لوگ آئیں گے تم حیدر آباد چلے جاؤ۔ ورنہ میں تو ممبر بن گیا تھا اور گوہاٹی جانے کے منصوبے بنا رہا تھا۔

(۲) آزردہ کی جن تصانیف کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ تلاش کروں گا۔[1]

(۳) عبرتی کا تذکرہ[2] رکھا ہوا ہے کوئی قابلِ اعتبار شخص آتا جاتا ہوتو بھیجوں گا ورنہ آپ کو عجلت ہوتو بیمہ پارسل کے ذریعے بھیج دوں۔

(۴) دہلی کالج میگزین کا میر نمبر حصہ دوم آج کل زیرِ ترتیب ہے اس کے لیے بھی آپ کو کچھ نہ کچھ ضرور لکھنا ہے۔ فرمائیے کس موضوع پر لکھ رہے ہیں۔ کوئی نئی تحقیق ہو خواہ چند سطریں ہوں۔

براہِ کرم اس خط کا جواب تفصیل سے اور جلد مرحمت فرمائیے اس پتے پر مکان نمبر ۲۰۰۲ گلی قاسم جان دہلی ۶

نثار احمد فاروقی

خط: ۲۳

۳ نومبر ۱۹۶۵ء

عنایت فرمائے بندہ تسلیمات

آپ کے ۲۷ر اگست ۱۹۶۵ء کے دستی خط کا جواب آج لکھ رہا ہوں۔ یہ آپ نے ڈاکٹر نارنگ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ تقریباً ۳ ہفتے بعد تو اُن سے ہی مجھے مل سکا، اس کے بعد یہ گم ہوگیا، اور آج سے پہلے نظر کے سامنے نہیں آیا۔ ابھی اپنی میز صاف کر رہا تھا کہ یہ ہاتھ آ گیا اور میں فوراً جواب لکھنے بیٹھ گیا۔ میں آپ کی نوازش کا دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے محمود الحق صاحب کی کتاب 'عراق' اور اکمل ایوبی صاحب کی تصنیف 'ترکی' اور اپنی گراں قدر تالیف ابن الدمنیۃ[1] کے بارے میں، مجھے تحفتہً ارسال فرما کر سرفراز کیا۔ ڈاکٹر اکمل ایوبی کو علیحدہ شکریے کا خط لکھ رہا ہوں۔

دید و دریافت[2] پر تبصرے کے لیے آپ نے آمادگی کا اظہار فرمایا بے حد شکریہ۔ لیکن یہ آزاد کتاب گھر والے بھی آزاد قبائل سے کم نہیں ہیں کسی کے قابو میں نہیں آتے، کئی مرتبہ رسائل کے پتے لکھ لکھ کر دے چکا ہوں، کتاب بھیجتے نہیں اور پتے گم کر دیتے ہیں، پھر جب کہتا ہوں تو آمادہ ہو جاتے ہیں اور پھر وہی ہوتا ہے۔ گویا میں اسی کلرکی کا ہو کر رہ گیا۔ بے غیرت بن کر آج پھر ان سے کہہ رہا ہوں کہ 'ہماری زبان' کی دو جلدیں رجسٹری سے بھیج دیں، اور شہریار[3] صاحب کو لکھ دوں گا کہ تبصرے کے لیے آپ کی خدمت میں بھیجی جائے۔ اب اگر آزاد کتاب گھر یا شہریار صاحب کی طرف سے کوتاہی ہو تو ظاہر ہے کہ نہ میں موردِ الزام نہ آپ قابلِ مواخذہ۔

مجلّہ مجھے گھر کے پتے پر مل جاتا ہے اور اس پر تبصرہ کرنے کا اپنا وعدہ مجھے یاد ہے لیکن اسے کہاں چھپواؤں یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ 'پگڈنڈی' سے تو اب تعلق رہا نہیں اور وہ پرچہ بھی ایسا نہیں کہ ایسے سنجیدہ رسالے پر اس میں تبصرہ ہو سکے۔ 'برہان' میں اکبرآبادی[4] صاحب خود تبصرہ کرتے ہیں، آپ اس سلسلے میں ذرا سی رہ نمائی فرمائیں تو میں تبصرہ فوراً لکھ کر بھیج دوں گا۔

ڈاکٹر فاروق بخیریت [بہ خیریت] ہیں۔ ابھی پروفیسر ہوئے نہیں ہیں، لیکن امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ ابھی مبارکباد [مبارک باد] دینا غالباً قبل از وقت ہوگا۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر [بہ خیر] ہوگا۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

۲۱دسمبر۱۹۶۵ء

محبِ مکرم تسلیمات

۸/دسمبر کے مکرمت نامے کا شکریہ۔ میں انفلوئزا میں مبتلا ہوکر دہلی سے چلا گیا تھا اس لیے جواب میں تاخیر ہوئی۔ کل پہنچا ہوں اور پہلا خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔

۱۔ مالک رام صاحب کے یہاں تقریب میں شریک نہ ہونے کا مجھے بھی افسوس ہے۔ میں اس دن بھی دہلی میں نہ تھا ورنہ آپ سے ضرور ملاقات ہوتی۔علی گڑھ آنے کا ارادہ بہت دنوں سے ہے لیکن کسی نہ کسی وجہ سے ملتوی ہوجاتا ہے۔

۲۔ 'کربل کتھا' کے لیے میں نے مالک رام صاحب کو ٹیلی فون پر مبارک باد دی تھی، انھوں نے فرمایا کہ ایک نسخہ تمھارے لیے مکتبہ جامعہ میں رکھ دیا گیا ہے، چناں چہ اگلے ہی روز وہاں سے وہ نسخہ لے کر آیا اور مقدمہ پڑھ ڈالا۔ متن کی توفیق خدا جانے کب ہو۔ایڈٹ کرنے میں آپ نے کمال کردیا، یعنی اس لحاظ سے کہ وقت بہت ہی کم تھا، گویا ہتھیلی پر سرسوں جمائی ہے۔فہارس تو ایسی ہیں آیندہ کام کرنے والوں کے لیے نمونے کا کام دیں۔مقدمہ بھی جامع ہے اگر چہ لسانی حیثیت سے اور زیادہ بحث کی گنجائش محسوس ہوتی ہے۔کتابت کی غلطیاں موجود ہیں مگر بہت کم۔مجموعی طور پر آپ دلی مبارک باد کے مستحق ہیں۔اس کی اشاعت سے مجھے جو خوشی حاصل ہوئی ہے کاش میں لفظوں میں اس کا اظہار کرسکتا۔اس پر تبصرہ ضرور کروں گا، ذرا مہلت کا منتظر ہوں۔

۳۔ دید و دریافت پر آپ نے تبصرے کا وعدہ فرمایا اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔انجمن والے جو چاہیں کریں، تبصرہ کسی سے کرائیں، لیکن انھوں نے تو بے ایمانی پر کمر باندھ رکھی ہے، میر کی آپ بیتی ۱۹۵۷ء میں چھپی تھی، پہلا ایڈیشن ختم ہوئے دو سال ہوگئے لیکن 'ہماری زبان' میں آج تک تبصرہ نہیں آیا۔سرور صاحب جب ملے انھوں نے یہی کہا کہ میں خود تبصرہ کروں گا اور ''اگلے'' شمارے میں ہوگا۔اب میں اُن کے وعدوں پر کیا تبصرہ کروں۔جانے دیجیے۔

۴۔ اکمل ایوبی صاحب کو 'ترکی' کی رسید اردو میں بھیج دی تھی، انھیں میرا خط مل گیا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ دلی کالج میگزین کے میر نمبر کا حصہ ۲ بھی مجھے نکالنا ہے اس کے لیے مضمون مرحمت فرمائیے۔ کوئی بھی عنوان متعلق بہ میر۔

تذکروں کی تلخیص پریس میں پڑی ہوئی ہے۔بوجوہ [بہ وجوہ] تاخیر ہورہی ہے۔چھپتے ہی پہلی کتاب آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر [بہ خیر] ہوگا۔والسلام

نثار احمد فاروقی

پس نوشت: میرا تھیسس آج کل زیر تحریر ہے اور موضوع غالباً آپ کو لکھا بھی تھا:

A critical study of the Arab Historigraphy from the Rise of Islam till the End of Umayya Rule.

اس سلسلے کے کلاسکی مصادر تو نظر میں ہیں، اگر جدید مجلات و رسائل میں کوئی مضمون یا اس موضوع پر کوئی نئی کتاب عربی یا انگریزی میں آپ کی نظر سے گزرے تو میرے لیے اسے note فرمالیں اور مجھے مطلع فرمائیں۔ آپ سے ہمیشہ مجھے تعاون ملا ہے اور اس کی امید رہتی ہے۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط: ۲۵

مکان نمبر ۲۰۰۲ گلی قاسم جان، دہلی ۶

۱۰ جنوری ۱۹۶۶ء

محب مکرم تسلیمات

۲۶ دسمبر کا نوازش نامہ اور الدوری کی کتاب ''بحث فی نشاۃ علم التاریخ عند العرب'' سید مرتضیٰ حسین بلگرامی صاحب سے آج ۱۰ جنوری کو ملی۔ میں تعطیلاتِ سرما میں باہر گیا ہوا تھا آج ہی یہاں شعبہ میں آیا ہوں۔

دونوں چیزوں کے لیے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپ کے مکتوبِ گرامی میں جواب طلب امور پر ترتیب وار لکھتا ہوں۔

۱۔ ڈاکٹر نارنگ غالباً اواخر دسمبر میں علی گڑھ گئے تھے آپ سے ملے ہوں گے۔

۲۔ کتاب ۳ ماہ سے کم میں اگر فارغ ہوگئی تو میں ضرور بھیج دوں گا، میں نے اپنا نسخہ بھی منگوایا ہے وہ اگر ایک ہفتے میں آ گیا تو یہ کتاب فوراً واپس ہو جائے گی۔ اتنی مدت کے لیے یوں عرض کیا تھا کہ میں آج کل اپنے D Thesis chapters لکھ رہا ہوں اور اس کتاب کی ضرورت بار بار محسوس ہوتی ہے۔

۳۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کے پہلے باب کا ترجمہ کردوں۔ یہ بات میرے ذہن میں بھی آئی تھی، بلکہ یہ سوچا تھا کہ اسے انگریزی میں ترجمہ کروں تا کہ افادہ اور زیادہ وسیع ہو جائے، اگر آپ مجلہ علومِ اسلامیہ میں اسے چھاپنے پر غور کرسکیں تو میں اسے اردو میں ترجمہ کردوں گا۔

۴۔ مجھے اپنے D Thesis کے سلسلے میں علی گڑھ آنا ہے لیکن ۲۔۴ دن سے میرا بھلا نہیں ہوسکتا، ایک ڈیڑھ ماہ کے لیے آؤں گا اسی لیے ملتوی کر رکھا ہے۔

۵۔ اگر کوئی غیر معمولی مانع نہ ہوا تو ارادہ یہ ہے کہ Thesis اگست سے پہلے ہی ختم کردوں گا، پھر ٹائپ وغیرہ کا مسئلہ رہ جائے گا میں اسے بہرحال [بہ ہر حال] ۱۹۶۶ء میں مکمل کر دینا چاہتا ہوں۔ وماتوفیقی الّا باللّٰہ۔

۶۔ یکم جنوری کا ہماری زبان، رات ہی دیکھا اور اس میں آپ کا جواب پڑھا، آپ سے مجھے اتفاق ہے، میرے ذہن میں بھی زخمی صاحب کا مضمون پڑھ کر یہی بات آئی تھی، انھیں مغالطہ ہو رہا ہے۔ نصیر حسین کی کتاب دیکھ کر میں نوٹ لکھ بھیجوں گا۔

۷۔ میں نے کسی مقالے پر کوئی رپورٹ نہیں بھیجی۔

۸۔ کتاب معلوم پر میں نے اپنے خیالات قلم بند کرکے سرور صاحب کو بھیجے تھے لیکن انھوں نے میرا مضمون یہ لکھ کر واپس کر دیا کہ ''ان بحثوں سے انجمن کو دور ہی رکھا جائے تو بہتر ہے۔'' اب اس پر کیا تبصرہ کروں۔ بہرحال [بہ ہر

حال] آپ نے جو کچھ کیا وہ نہایت اچھا کیا۔ غیرت مند انسان ہو تو اس سے بڑی چپت نہیں ہو سکتی اب دنیا خود فیصلہ کر لے گی کہ کون چور ہے۔

۹۔ میں نے کتاب پر تبصرے کی امید چھوڑ دی ہے۔ آپ اگر چند سطروں کا تبصرہ لکھ بھیجیں گے تو اسے میں یہاں کسی رسالے میں دے دوں گا۔

تہنیتِ سالِ نو کا شکریہ۔ مگر ہم مسلمانوں کا سال تو یکم محرام الحرام سے شروع ہوتا ہے۔

بھابھی صاحبہ کی خدمت میں تسلیمات اور برادرزادگان سلمہم کو دعائیں۔

نثار احمد فاروقی

خط: ۲۶

مکان نمبر ۲۰۰۲ گلی قاسم جان، دہلی ۶

۱۳/اگست ۱۹۶۶ء

محبِ گرامی تسلیمات

بہت دنوں سے سلسلہ مکاتبت مسدود ہے۔ آج یہ خط چند ضروری امور کے لیے لکھتا ہوں اور خواستگار [خواست گار] ہوں کہ جواب سے فوراً سرفراز فرمائیں:

(۱) میرے ایک دوست سات آٹھ سال سے مغربی جرمنی (ٹیوبن گن) میں تھے اب وہ وہاں سے ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں اور جلد ہی ہندستان آنا چاہتے ہیں، انھوں نے مجھے لکھا ہے کہ یہاں سے اگر کسی مخطوطے کا عکس منگانا ہو تو لکھو، میں لیتا آؤں گا، مجھے وہاں کے ذخیرے کا علم نہیں۔ آپ چند ایسی کتابوں کے نام تجویز کیجیے جن کے عکس منگانا مفید ہو سکتا ہو۔ خصوصاً دواوین اور تذکرے۔ عربی کی کوئی اہم کتاب ہو۔ اس معاملے میں فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے وہاں کے ذخیرے کے notes آپ کے سوا کسی کے پاس نہ ہوں گے۔

(۲) تذکرہ مفتی صدرالدین آزردہ کا عکس آپ کے پاس ہے، اور اسے یہاں اب دہلی یونی ورسٹی مسخ کرنا چاہتی ہے۔ آپ نے اتنے دن ہو گئے اسے شائع نہ کرایا اگر آپ اُسے فوراً اردو ادب کے کسی شمارے میں دے دیں تو اچھا ہے یا اگر نہ ہو سکے تو آپ اس کا عکس میرے پاس بھیج دیجیے، میں اس کی فوری اشاعت کا بندوبست کروں گا۔

(۳) بحث فی نشاۃ علم التاریخ عند العرب للاستاذ عبدالعزیز الدوری جو آپ نے از راہ نوازش مجھے بھجوائی تھی ابھی تک میرے پاس ہے، اگرچہ اس عرصے میں اس کا ایک نسخہ دہلی یونی ورسٹی لائبریری نے خرید لیا ہے، لیکن آپ کے نسخے سے مجھے زیادہ سہولت تھی، اس لیے وہ اب تک واپس نہ ہو سکا۔ اب کل اور پرسوں تو ڈاک خانے کی چھٹی ہے۔ ۱۶۔ اگست کو رجسٹرڈ پارسل کے ذریعے وہ آپ کے نام بھیج رہا ہوں۔ اس کے لیے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور تاخیر کی معذرت۔

بھابی صاحبہ سے میرا اسلام کہیے گا اور برادرزادگان سلمہم کو دعائیں۔

آپ کا نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط: ۲۷

URGENT

۱۳، دسمبر ۱۹۶۶ء

کرم فرمای بندہ   تسلیمات

اس خط کی اہمیت اور میری عجلت اسی سے ظاہر ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بدلے میں نے ارجنٹ لکھا ہے۔ امید ہے آپ اس کا جواب بھی مجھے جلد عطا فرمادیں گے ورنہ خسر الدنیا و الآخرہ ہو جاؤں گا!

میں نے آپ کے پاس تذکرہ مجمع الانتخاب[۱] کے نسخہ برٹش میوزیم کی ایک یادداشت دیکھی تھی۔ اگر وہ مل جائے تو تلاش کر کے مجھے بھیج دیجیے اور نہ ملے تو اس نسخے کے بارے میں آپ کو جو کچھ بھی معلوم ہے، یا فوری طور پر جہاں سے بھی علم ہو سکتا ہے، اس سے مجھے آگاہ فرمایئے۔ تین تذکرے اب چھپنی شروع ہوئی ہے اور اس کے مقدمے کے سلسلے میں مجھے ان باتوں کی ضرورت آپڑی ہے۔ باقی امور آیندہ۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط: ۲۸

۶۷/۹/۴ء

محب مکرم   تسلیمات نیاز

۱۵۔ اگست کا عنایت نامہ ملا۔ میں ایک ہفتے کے لیے حیدرآباد چلا گیا تھا، ۲۴۔ اگست کو واپس آیا اور قدرے علیل رہا اس لیے جواب میں تاخیر ہوئی۔ جلد ۷ (۱۹۶۶ء) کا شمارہ مجھے نہیں ملا ہے۔ آیندہ شمارے کے لیے ان شاءاللہ کوئی مضمون بھیجوں گا۔ کیا عبدالعزیز الدوری کی کتاب ''بحث فی نشاۃ علم التاریخ'' کے ایک دو chapter کا ملخص ترجمہ آپ کے مجلّے کے لیے مناسب رہے گا؟ اگر ایسا ہے تو لکھیے۔

تلخیصِ تذکرہ آدھی چھپ گئی ہے۔ اب پریس والوں کی طرف سے تاخیر ہو رہی ہے۔ طبقات الشعرا، قدرت اللہ شوق[۱] کا مکمل متن مع حواشی و مقدمہ دو جلدوں میں لاہور سے چھپا ہے۔ پہلی جلد تیار ہو کر آگئی ہے دوسری زیرِ طبع ہے اردو ادب کے تازہ شمارے میں ''معشوق چہل سالہ'' پر میرا نوٹ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کیا خیال ہے؟ شاید آیندہ ہفتے ایک دن کے لیے علی گڑھ آنا ہو تو آپ سے نیاز حاصل کروں گا۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط: ۲۹

Dehli College,Dehli-6

۹ مارچ ۱۹۶۸ء

برادرِ مکرم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،   عید مبارک

امید ہے مزاج گرامی بخیر [بہ خیر] ہوگا۔ اس عریضے کے ساتھ ایک نسخہ کلیاتِ مصحفی جلد دوم کا آپ کی نذر کر رہا ہوں۔ اس کے بارے میں اپنی رائے اور رسید سے مطلع فرمائیں۔

میں اب دہلی کالج ہاسٹل میں منتقل ہوگیا ہوں۔ آیندہ تمام خط وکتابت کے لیے کالج ہی کا پتا استعمال کیجیے گا۔
آپ کی دو کتابیں، ایک مخزنِ نکات[1] اور دوسری (لائبریری کی) آیندہ ہفتہ دستی روانہ کروں گا۔
دوسرا نسخہ کلیاتِ میر بھی علمی مجلس کی کتاب ہے۔ مگر یہ آپ سے قیمت وصول کرنے کے لیے بھیجی جارہی ہے۔ اس سے ہماری حوصلہ افزائی ہوگی اور آیندہ کتابیں چھاپنے میں مدد ملے گی۔ امید ہے کہ آپ (محض حوصلہ افزائی کی نیت سے) یہ کتاب قبول فرمالیں گے اور اس کی قیمت میرے پتے پر دستی یا ڈاک سے بھجوادیں گے۔ مگر کوئی عجلت نہیں ہے، جب آپ کو سہولت ہوادا کردیں۔
''تین تذکرے'' (تلخیص) بھی ۸۔۱۰ دن میں تیار ہوجائے گی وہ بھی آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔
جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط: ۳۰

دہلی کالج، اجمیری گیٹ، دہلی ۶
۲۴ جولائی ۱۹۶۸ء

آرزو صاحب قبلہ کی خدمت میں تسلیمات

کیوں حضرت، ہم سے تو یہ شکایت ہوتی ہے کہ آپ کو فلاں خبر کی اطلاع نہیں دی۔ اور آپ نے یہ پروفیسر اور رئیسِ شعبہ ہوجانے کی خوش خبری کو کیوں چھپائے رکھا؟ کیا آپ کا خیال تھا مجھے معلوم نہیں ہوگا؟ یا معلوم ہوگا تو خوشی نہیں ہوگی؟ یقین کیجیے کہ خود اپنے صدر یا ڈائرکٹر بن جانے سے جتنی مسرت محسوس کرتا اس سے کم آپ کی ترقی سے خوش نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور آپ کو علومِ اسلامیہ کی بیش از بیش خدمات کے لیے تادیر صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔[1]

علی گڑھ آکر آپ سے باقاعدہ دعوت وصول کروں گا اب تو مجھے یہ خبر مل ہی گئی ہے اب آپ تفصیلات ضرور یہ سے بھی مطلع کیجیے۔ یعنی صرف شعبۂ اسلامیات سے آپ کا تعلق رہے گا یا شعبۂ عربی کے صدر بھی آپ ہوں گے؟ اور یہ تقرر کب سے ہوا ہے۔ کیا باقاعدہ ہوگیا ہے یا ابھی انٹرویو وغیرہ کے مراحل بعد میں پیش آئیں گے۔ آپ کا تذکرہ 'مخزنِ نکات' رکھا ہوا ہے۔ میرے پاس اس کی جلد لاہور سے آگئی ہے اب میں کسی دن دستی بھجوادوں گا۔ مجلّہ علوم اسلامیہ بہت دنوں سے نہیں آیا۔ خدانخواستہ [خدانہ خواستہ] بند تو نہیں ہوگیا! علی گڑھ میں تاریخ محمدی (مرتبہ مولانا عرشی)[2] چھپی تھی اس کی ایک جلد درکار ہے آپ خرید کر رکھ لیں جو صاحب 'مخزن نکات' لے کر آئیں گے انھیں دے دیں۔
آج کل قاضی صاحب قبلہ دہلی میں مقیم ہیں۔

نثار احمد فاروقی

خط: ۳۱

دہلی کالج، اجمیری گیٹ، دہلی ۶
۸ رستمبر ۶۸ء

محبِ مکرم تسلیمات

آپ بھوپال تشریف لے گئے اس لیے چلتے وقت نہ مل سکا۔

ڈاکٹر نعیم احمد سلمہ جنھیں آپ سے ملوایا تھا، آئیں تو انھیں 'ریاض الفردوس' (طبع پاکستان) دے دیجیے گا وہ میرے پاس بھجوادیں گے۔

مجلّہ علوم اسلامیہ کا تازہ شمارہ بھی مجھے نہیں ملا ہے، ذرا دفتر میں کہلوا دیجیے گا۔

گنجینۂ غالب کے سلسلے میں میرے معروضات پر آپ غور فرمالیں اور جلد کوئی فیصلہ کرلیں۔

ہمارے کالج آنے کے لیے بھی تھوڑا سا وقت ضرور نکال لیں۔

نعیم صاحب مذکور کو ریاض الافکار کی نقل دے دی تھی انھوں نے آپ کی خدمت میں پہنچائی ہوگی۔ اگر آسانی سے ممکن ہو تو اسے مجلد کرا لیجیے گا۔ والسلام

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط: ۳۲

بٹلہ ہاؤس۔ جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

یکم دسمبر ۱۹۷۷ء

محبِ گرامی تسلیمات

آپ کا ۱۶؍ نومبر کا نوازش نامہ پیش نظر ہے مبارکباد [مبارک باد] کا تہ دل سے شکریہ۔ میں بھی آپ کی نوازشوں کے لیے دل سے ممنون ہوں۔ ۲۷؍ اکتوبر کو میرا اسلکشن ریڈر شپ کے لیے ہوگیا تھا۔ آج میں نے دہلی یونیورسٹی [یونی ورسٹی] کے شعبۂ عربی میں join بھی کرلیا اور اس کے بعد یونیورسٹی [یونی ورسٹی] غیر معینہ مدت کے لیے بند بھی کردی گئی۔

میں ۶؍ نومبر کو گلبرگہ اور حیدر آباد کے سفر سے واپس آیا تھا اور آتے ہی میں نے غالباً ۷؍ یا ۸؍ نومبر کو ایک مفصل خط لکھا تھا جس میں دیوانِ شاہ کمال کے بارے میں اپنی تفتیش کا حال بتایا تھا لیکن اب دھیان یہ آتا ہے کہ میں نے پتے میں دودھ پور نہیں لکھا تھا بلکہ ''امیر نشاں روڈ'' لکھ دیا تھا اس لیے وہ خط آپ تک نہیں پہنچا۔ اس میں کچھ باتیں ایسی لکھی تھیں کہ وہ خط ضائع ہونا یا کسی دوسرے کے ہاتھوں میں جانا نہیں چاہیے تھا۔ خیر، دیوانِ شاہ کمال کے بارے میں معلوم ہوا کہ خواجہ احمد فاروقی صاحب اُسے دو سو روپے میں خرید کر لے آئے تھے انھوں نے رسید تو یونیورسٹی [یونی ورسٹی] کے نام سے بنوائی تھی مگر یقین ہے کہ وہ ان کے ذاتی قبضے میں ہوگا اگر آپ اُسے ان کے شکنجے سے نکالنے کی ہمت رکھتے ہوں تو کوشش کرکے دیکھیے۔

میں اپنا Thesis چھپوانا چاہتا ہوں۔ آپ کے جو کچھ observations ہوں وہ مجھے تفصیل سے لکھیے تاکہ اس کی روشنی میں نظر ثانی کرسکوں۔ اور جیسا کہ آپ نے نئی دہلی ریلوے اسٹیشن پر وعدہ کیا تھا، ایک دو صفحے کا reward بھی بھیج دیجیے۔ طباعت کا کام جلد ہی شروع ہو جائے گا۔

ایک مبہم سا خیال یہ ہے کہ ۵؍ دسمبر کو آپ کے V.C. کی صاحبزادی [صاحب زادی] کا عقد مسنون ہے اس میں آپ سے ملاقات ہوگی۔ والسلام والاکرام

نثار احمد فاروقی

خط:۳۳

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، ایم. اے، پی ایچ. ڈی
ریڈر، شعبۂ عربی، فیکلٹی آف آرٹس
۱۹ر جولائی ۱۹۷۹ء

محبِ گرامی تسلیمات

۷ر جولائی کا نوازش نامہ ملا۔ میں نے اپنی انگریزی کتاب مطبوعہ آپ کی خدمت میں بھیجی تھی اس کی ''رسید اور شکریہ'' کا مجھے کوئی خط نہیں ملا۔ حالانکہ [حالاں کہ] میں خاص صورت سے اس کا منتظر تھا کیوں کہ وہ طباعت سے پہلے آپ کی نظر سے گزر چکا ہے اور میں ان کی غلطیاں اور کوتاہیاں جاننے کا خواہش مند تھا۔

مجموعہ مضامین 'دراسات'[۱] کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں دستی بھیجوں گا۔ کتاب ''مرقومات امداد''[۲] بھی دوبارہ میرے مقدمے کے ساتھ چھپ گئی ہے وہ بھی آپ کے لیے رکھی ہوئی ہے۔ دوسری ترجمہ کتاب ''تاریخ طبری کے مآخذ''[۳] غالباً ۲۔۳ ہفتے میں آجائے گی۔ ''تلاشِ غالب''[۴] کا پاکستانی ایڈیشن محمد طفیل صاحب کو خط لکھ کر منگوا لیجیے شاید ان کے پاس کوئی کاپی موجود ہو۔ اب اس کا نیا ہندوستانی ایڈیشن شاید غالب اکیڈمی شائع کرے گی۔

علی گڑھ کے حالات کی طرف سے فکر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ مختلف ذرائع سے احباب اور اعزا کی خیریت معلوم کرتا رہتا ہوں۔

ڈاکٹر اجتبیٰ ندوی دہلی ہی میں موجود ہیں۔ آپ کا سلام پہنچا دیا گیا ہے۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط:۳۴

۸۔فروری ۱۹۸۴ء

محبِ گرامی، تسلیمات

۲۳۔ جنوری کا مکرمت نامہ پہنچا تھا۔ شکریہ۔

پرسوں پریس والے ۳ صفحات کمپوز کر کے بھی لائے تھے وہ اسی وقت تصحیح کر کے دے دیے گئے۔ باقی انھوں نے جلد ہی لانے کا وعدہ کیا ہے۔

آپ کا یہ فیصلہ مناسب ہے کہ ایک شمارہ کتابت سے چھپ جائے۔ اس سے بہتر یہ تھا کہ اُسے ٹائپ کرا کر فوٹو آفسٹ سے چھاپ دیتے اس طرح ۱۵۔۲۰ دن میں شائع ہو جاتا۔

یہ دوسرا شمارہ تو پریس والوں کے رحم و کرم پر ہے۔ دیکھنا ہے یہ کتنا ٹائم لیتے ہیں۔ طباعت کے لیے لبرٹی آرٹ پریس سے ہی معاملہ کر لیجیے ان کے Rates مناسب ہوں گے۔ جعفر آباد والوں کو یونیورسٹی [یونی ورسٹی] کا روپیہ پیشگی دینا تو ٹھیک نہیں۔ اس لیے نہیں کہ ان سے کسی دھوکے کا اندیشہ ہے، بلکہ یہ خلافِ اصول ہے۔ آپ علی گڑھ میں ہیں وہ دہلی میں۔ ہر وقت رابطہ بھی ممکن نہیں۔ بہتر صورت وہی ہے جو آپ نے اختیار کی ہے۔

پروف میں نے بہت احتیاط سے دیکھے ہیں اگر وہ سب تصحیح کر دیں تو ان شاء اللہ کوئی غلطی نہیں رہے گی۔
'میمن نمبر' کا منصوبہ بہت قابل تعریف ہے۔ یہ دانش گاہ علی گڑھ پر میمن صاحب کا حق ہے اور اسے آپ ہی ادا کر سکتے ہیں۔ اگر ممکن ہوا تو اس نمبر کے لیے میں بھی کوئی چھوٹا سا مضمون عربی میں لکھ کر بھیجوں گا۔
دلی اردو اکیڈمی کے اوارڈ کے لیے مبارکباد [مبارک باد] کا شکریہ۔ انعامات کی تقسیم میں اب گدھے گھوڑے کی تمیز تو بالکل ختم ہو چکی ہے اس لیے کوئی انعام لازماً یہ ظاہر نہیں کرتا کہ کسی استحقاق کی بنا پر ملا ہے ہمارے ملک میں تو انعام بھی خیرات بنا کر دیا جاتا ہے اور جوڑ توڑ کر کے لیا جاتا ہے۔ مگر اس سے آپ کو خوشی ہوئی یہ دلیلِ خیر خواہی ہے اس لیے تہِ دل سے ممنون ہوں۔
ریڈیو والا انٹرویو میں نے نہیں سنا۔ جس شخص نے عیاری و مکاری، جعل سازی اور خوشامد دوستی میں ساری عمر گزاری ہو اور اپنے جہلِ مرکّب کو علم و فضل سمجھتا رہا ہو اس سے اب بڑھاپے میں اصلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ ایسی توقع رکھنا عبث ہے۔ انھوں نے وہی کہا ہوگا جو انھیں کہنا چاہیے تھا۔ اس کے خلاف کہتے تو ضرور تعجب کی بات تھی۔ والسلام
مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۳۵

۵۔ ستمبر ۱۹۸۴ء

محبّ گرامی قدر، سلامِ نیاز

۲۵؍ اگست کا مکرمت نامہ جو یکم ستمبر کو پوسٹ ہوا، مجھے ۴؍ کو ملا۔ اور اُسی دن میں نے آپ کی خدمت میں ایک خط یاد دہانی کے لیے بھیجا تھا۔ مفصل جواب پا کر خوشی ہوئی اور اطمینان حاصل ہو گیا۔ سیّد حامد صاحب کا بڑا کرم ہے کہ انھوں نے میری درخواست کو درخورِ اعتنا سمجھا۔ ان شاء اللہ سب مندوبین کی نامزدگی [نام زدگی] ہو جائے گی۔
آپ کا تہِ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے ہمارے پروگرام کے لیے اتنی زحمت گوارا فرمائی۔ مندوبین کا انتخاب بھی مناسب ہے، تمام شعبوں کی نمایندگی بھی ہے اور مضامین کے جو عنوانات آئے ہیں وہ بھی بہت مفید اور فکر انگیز ہیں۔
اب اتنی سی درخواست اور ہے کہ یہ مضامین مجھے اگر ۱۵ دن پہلے مل جائیں تو سب کو سائیکلو اسٹائل کرا کر جلسے میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ سب حضرات مصروف ہیں اور اس سمینار کے سوا بھی زمانے میں بہت سے غم ہیں۔ لیکن اگر مقالہ پہلے سے چھپ کر تقسیم ہو جائے تو اس کے بہت سے فوائد ہوتے ہیں۔
آپ کا مقالہ تو ہم تیسرے دن رکھ دیں گے لیکن افتتاحی جلسے میں آپ کا موجود ہونا بہت ضروری ہے پٹنہ کی سید سلیمان ندویؒ صدی تقریبات میں شرکت کے لیے مجھے بھی دعوت ملی ہے اگر تاریخیں کڈھب نہ ہوئیں تو ان شاء اللہ ضرور شرکت کروں گا۔
مولانا علی میاںؒ کی خدمت میں دعوت نامہ بھیجا گیا ہے جواب کا انتظار ہے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ وہ ضرور کرم فرمائیں گے۔
سمینار کے سلسلے میں ضروری کاغذات اور ضابطے کے دعوت نامے تیار ہو رہے ہیں۔ ان شاء اللہ بعد عید روانہ کر دوں گا۔ والسلام

نیاز مند نثار احمد فاروقی

خط:۳۶

۲۹۔جون ۱۹۸۵ء

محبّ مکرم ومحترم سلام ورحمت

آپ کا نوازش نامہ (۱۴ جون) باعثِ مسرت ہوا۔ میں تو خود اس بات کے جاننے کا منتظر تھا کہ آپ ممالکِ عربیہ کے سفر سے واپس تشریف لائے یا نہیں۔ اب خط پاکر اطمینان ہوا۔ مراجعت پر مبارکباد [مبارک باد]۔ عید کی تہنیت اس لیے نہیں بھیجی کہ میرا گمان تھا آپ نے عید مکہ / مدینہ طیبہ میں کی ہوگی!

کراچی اور لاہور کا سفر بھی ٹلتا جا رہا ہے۔ اب ان شاء اللہ اگست میں ارادہ ہے۔ 'ثقافۃ الہند' کا ایک شمارہ تیار تھا، آنکھوں کی سوئیاں رہ گئی تھیں کہ پریس کا عملہ عید منانے چلا گیا اب غالباً جولائی کے آغاز میں تیار ہو جائے گا۔ آیندہ شمارے کے لیے کچھ ارسال فرمائیے۔

فیلوشپ کا امتحان ہو گیا ہے۔ مگر حسب دستور و توقع سب سے زیادہ کوالی فائیڈ ہندو کو ممتحن بنا دیا گیا ہے۔ عام پرچہ بھی ایسا تھا جس میں ہندو دیومالا پر سوال زیادہ تھے اور امتحان گاہ میں امیدواروں کو یہ کہتے سنا گیا کہ "مسلمان تو اس میں رہ جائیں گے۔" یہ حالات ہیں جن کا غم وغصہ اُس دن viva میں اپنے عروج تک پہنچ گیا تھا۔ بہرحال [بہ ہر حال]

با ہمیں مرد ماں بباید ساخت[۱]

چہ تواں کرد مرد ماں ایںند

دکتر انصاری[۲] آج کل Summer School میں مشغول ہیں ان سے ملاقات ہو تو مجتبیٰ ندوی کے بارے میں معلوم کروں گا۔

فارق صاحب آج کل علی گڑھ ہی میں تشریف فرما ہیں۔ دو چار دن بعد مراجعت ہوگی۔ پروفیسر شپ کا اشتہار ہو چکا ہے۔ انٹرویو غالباً آیندہ ماہ میں ہوگا اور ممکن ہے کہ آپ کو زحمت دی جائے۔

میں نے آپ کے جو کاغذات پچھلے VC کو بھجوائے تھے ان کے بارے میں یہ جواب آیا تھا کہ آیندہ میٹنگ میں زیر بحث آئیں گے۔ پھر آں قدح بشکست[۳] اب نئے وی سی آئے ہیں۔ ان سے توقع ہے کہ اس پر ہمدردی سے غور کریں گے پہلی ملاقات میں ان سے تذکرہ کروں گا۔ والسلام

مخلصِ دیرینہ نثار احمد فاروقی

خط:۳۷

<u>HARYANA RAJ BHAVAN CHANDIGARH</u>

۲۳/اگست ۱۹۸۵ء

محبِ گرامی قدر، سلام ورحمت

آپ کا برقیہ اور مبارکباد [مبارک باد] کا خط ملا۔ ممنون ہوں۔ اس سے آپ جیسے دیرینہ کرم فرما احباب کو خوشی نہ ہوتی تو اور کس کو ہوتی!

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ خود کو اس کا اہل ثابت کر سکوں۔

'ثقافۃ الہند' کا تازہ شمارہ تیار ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیجوں گا اور آیندہ شمارہ کے لیے مضمون کی درخواست ہے۔ دوسرا شمارہ پریس جا چکا ہے اگر ۱۰۔۱۵ دن میں بھی آپ کا مضمون مل جائے تو اس میں شامل ہو سکتا ہے۔

میں برنی صاحب سے ملاقات کرنے چندی گڑھ آیا تھا وہیں سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ جواب دہلی کے پتے پر عنایت فرمائیں۔ ۴ر ستمبر کو بھوپال میں مولانا سید سلیمان ندویؒ پر سمینار [سمنار] ہے اس میں شرکت کرنا ہے۔ ان شاء اللہ اس کے بعد علی گڑھ آنے کا ارادہ کروں گا۔ ستمبر میں شاید آپ کو بھی دہلی یونیورسٹی [یونی ورسٹی] کی طرف سے ایک کمیٹی میں شرکت کی دعوت ملے گی۔ آپ کو اور سب اہلِ خاندان کو عید مبارک ہو۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۳۸

HARYANA RAJ BHAVAN CHANDIGARH

۹ر اگست ۱۹۸۶ء

محبّ گرامی قدر، سلام و رحمت

آپ کا نوازش نامہ (۲۸ جولائی) ملا۔ ممنون ہوں۔

مجھے پہلے تو شبہ تھا اب یقین ہو چلا ہے کہ آپ کی ڈاک ضائع ہوتی ہے۔ میں نے آپ کے دونوں خطوں کا جواب دیا ہے جو آپ تک نہیں پہنچا۔

'ثقافۃ الہند' کے دفتر سے میں نے mailing list منگا کر خود چیک کیا، اس میں آپ کا نام درج ہے، رسالہ جس طرح سب کو بھیجا گیا اسی طرح آپ کو بھی گیا ہوگا۔ میں نے دفتر سے کہہ کر دوبارہ بھجوایا، وہ بھی نہیں پہنچا۔ اب آپ پہلے اپنی ڈاک کا بندوبست صحیح کیجیے۔

مالک رام صاحب کی علالت کی خود مجھے اطلاع نہیں تھی جب وہ ہسپتال سے گھر واپس آ گئے تو ایک دن زیدی نے مجھے بتایا۔ میں اس زمانے میں سیر و سفر میں بھی زیادہ رہا۔ ان سے ابھی تک ملنے نہیں جا سکا اور یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ معالجوں نے ملاقات پر پابندی لگا رکھی ہے۔

آپ نے AIOC کی فیس رکنیت بھیجنے میں غیر معمولی تاخیر کر دی ۳۱ر مئی وہاں آخری تاریخ تھی اور آپ نے ۲۹ر مئی کو ڈرافٹ بھیجا ہے تو وہ کب پہنچا ہوگا؟ پھر اُسے پونا کے پتے پر نہیں بھیجنا تھا بلکہ مقامی سکریٹری کے پاس کلکتہ جانا چاہیے تھا۔ ممکن ہے کہ آپ کے مرتبہ کا خیال کرتے ہوئے وہ اسے قبول کر لیں۔ جامعہ ملیہ والوں کے ڈرافٹ تو انھوں نے واپس کر دیے۔ میں نے جو سائیکلو اسٹائل کیا ہوا فارم بھیجا تھا وہ تو اپنے شعبہ میں رکارڈ کے لیے تھا اس کا AIOC سے کچھ تعلق نہ تھا وہاں سے فارم منگوایا جا سکتا تھا۔ میں نے 100 سے زائد فارم منگوائے تھے اور سب حضرات کو اپنے شعبہ سے ایک ایک فارم بھجوا دیا تھا۔ آپ کو وہ بھی نہیں ملا۔

مجھے اب اس سلسلہ میں کوئی امید نہیں ہے مگر آپ کے ارشاد کی تعمیل میں لوکل سکریٹری کو خط لکھ رہا ہوں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ کلکتہ جائیں وہ عین وقت پر وہاں آپ کو ممبر بنا لیں گے۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط:۳۹

CULTURE RELATIONS INDIA COUNCIL FOR NEW DHALI

۱۵؍جنوری ۱۹۸۷ء

محبِّ مکرم سلام ورحمت

۲۵؍دسمبر کا نوازش نامہ ملا۔ ممنون ہوں۔ میں ۲۱؍دسمبر کو کالی کٹ کے لیے روانہ ہوا، ۱۳؍کو وہاں پہنچا ۳۰؍دسمبر کو چین گیا، ۳۱؍کی صبح کو پرواز کر کے بمبئی پہنچا۔ وہاں انجمنِ اسلام میں لکچر دیا ۴؍جنوری کو بمبئی سے بھوپال کے لیے سوار ہوا، ۷؍جنوری کو دہلی پہنچا اور یہاں یہ تکلیف دہ خبر ملی کہ ۴؍جنوری (اتوار) کو امروہہ میں والد محترم کا بعمر [بہ عمر] ۸۳ سال انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دعاے مغفرت کی درخواست ہے۔

آپ کا جو مضمون کلکتہ میں پڑھا گیا تھا اور اسلم اصلاحی صاحب کو دیا تھا وہ ترجمہ ہو کر آ گیا ہے اس وقت پریس میں جو شمارہ موجود ہے اگر اس میں گنجایش نکل سکی تو ضرور شامل ہوگا ورنہ اس کے بعد تو آئے گا ہی۔

طباعت کا صحیح نرخ مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ دفتر کا اکاؤنٹ سیکشن بتائے گا یا پریس والوں سے معلوم ہوگا۔ آیندہ خط میں اس کا جواب وضاحت سے لکھوں گا۔

'ثقافۃ الہند' آیندہ آپ کو برابر ملتا رہے گا۔ پچھلے شماروں کے لیے براہ راست دفتر کو خط (انگریزی میں) لکھ دیجیے، جو شمارہ [شمارے] موجود ہیں وہ ضرور بھیجے جائیں گے۔ میرا وہاں کبھی کبھار ہی جانا ہوتا ہے۔

شعبہ علومِ اسلامیہ کی لائبریری کو اس کا خریدار ہونا چاہیے۔ توجہ دلائیے۔

مجلّہ علومِ اسلامیہ (المجمع العلمی الہندی) کا تازہ شمارہ حسنین اختر سے مل گیا تھا۔ اسی شمارے پر ایک تبصرہ کسی سے لکھوا کر ہمارے مجلّہ کے لیے بھجوا دیجیے۔

ہمیں یہاں کوئی مبصر ایسا نہیں ملے گا جو وعدہ وفا کرے۔ آپ کے پچھلے شمارہ پر مجلّہ المجمع العلمی دمشق میں دکتر عزیز اباظۃ کا ریویو آرٹکل دیکھا بہت اچھا لکھا ہے۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط:۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

۸۳۷۔ بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

۱۹؍اکتوبر ۱۹۸۷ء

محبِّ گرامی قدر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیر وعافیت سے ہوں گے۔ آپ نے ۲۵؍جون کے مکتوبہ خط میں لکھا تھا کہ اپنے تحقیقی مقالات کی ایک فہرست تیار کر رہے ہیں اور وہ بھیجیں گے۔ ابھی تک انتظار کر رہا ہوں۔

آپ پاکستان ہو آئے، مری تک جھنڈے گاڑ دیے، آپ کے نقشِ پا تلاش کرتا ہوا میں بھی پہنچا تھا، ۲۳؍ستمبر کو

واپس ہوئی آپ شاہی مہمان تھے[1]میں ایک فقیر کی خانقاہ میں پہنچا تھا۔ دس دن پاک پٹن میں حضرت بابا فریدؒ کے آستانے پر گزارے پھر کچھ کراچی کی سیر کی۔

۲) 'ثقافۃ الہند' کا تازہ شمارہ آنے ہی والا ہے اس میں آپ کا مضمون ہے۔ اس کے بعد والے شمارے میں بھی ایک مضمون گیا ہے وہ بھی زیر طباعت ہے۔

دفتر میں آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ پرچہ جاتا ہے کوئی اڑا دیتا ہوگا۔ میں دوبارہ بھجوا دوں گا۔

۳) ۱۹۸۸ء کا پہلا شمارہ 'ابوالکلام آزاد نمبر' ہوگا۔ اس کے لیے اردو خواہ عربی میں کوئی مضمون عنایت فرمائیے جو عرب قاری کے مطلب کا ہو۔ اگر پچھلا کوئی مطبوعہ اردو مضمون ہے تو وہ بھی قابل قبول ہوسکتا ہے۔ ترجمہ ہم کرالیں گے۔

۴) آپ کے مجلّہ المجمع الہندی کی سفارش رضا لائبریری میں کر چکا ہوں۔ اب تک اس کے جتنے شمارے چھپے ہیں وہ سب رجسٹری سے بھیج دیجیے اور بل اس پتے پر روانہ کریں:

MR. H. R. SOOD O.S.D.Rampur Raza LibraryRampur 244901

بل کے ساتھ خط میں لکھ دیں کہ کنویز پرچیز سب کمیٹی Purchase Sub Committee کے ایما سے بھیجا جا رہا ہے۔

اگر کچھ مخطوطات کہیں برائے فروخت ہیں تو اُن کی فہرست مجھے بھجوا دیں۔

اردو میں مولانا آزاد پر جو اچھے مضامین چھپ چکے ہیں ان میں سے کن مضامین کو آپ عربی میں ترجمہ کرنے کی سفارش کریں گے؟ آپ کی نظر سے بہت سے مضامین گزرے ہوں گے۔

آپ کو زحمت دے رہا ہوں، غالباً آپ کے شعبہ ہی سے ایک کتاب 'نخبۃ الادب' حصہ ۱ و ۲ شائع ہوئی ہے، بعض جامعات کے نصاب میں ہے۔ اس کتاب کے دونوں حصے اور دونوں ایڈیشن (قدیم وجدید) مجھے فوری طور پر درکار ہیں، ڈاک سے یا کسی معتبر قاصد کے ہاتھ بھجوا دیں تو کرم ہوگا۔ ان کی قیمت آپ تک پہنچ جائے گی۔

براہِ کرم گھر کا پتا استعمال نہ کیجیے۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۴۱

۸۳۷ بٹلہ ہاؤس جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

یکم جون ۱۹۸۸ء

صدیق مکرم سلام مسنون! نوازش نامہ ملا۔ شکریہ۔

۱) 'ثقافۃ الہند' کا تازہ شمارہ جس میں آپ کا مضمون ہے بھجوا دوں گا۔

۲) قاضی صاحب کا خط جو آپ کو مطلوب ہے، تلاش کروں گا ممکن ہے کہیں ہو، مجھے یاد ہے کہ انجمن کو دے دیا تھا۔

۳) متن جو آپ ایڈٹ کر رہے ہیں دے دیجیے آف پرنٹ پر جو زائد خرچ ہوگا وہ آپ کے ذمہ رہے گا۔

۴) اس سے پہلے ہمیں مولانا ابوالکلام آزاد سے متعلق کسی موضوع پر ایک بھرپور مضمون عنایت کیجیے آزاد نمبر کی ضخامت ۵۰۰ صفحات ہوگی اور یہ ان شاء اللہ اگست میں آئے گا۔

مولانا آزاد نے ایک عربی مجلّہ بھی نکالا تھا[1] اس پر یا مولانا کی عربی دانی پر ایک مضمون مل جائے تو کرم ہوگا۔
میں ان شاء اللہ ۹ رجون کو سرینگر [سری نگر] جاؤں گا ۵ سے ۶ دن وہاں قیام رہے گا۔ والسلام
مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۴۲

۵ راگست ۱۹۸۸ء

مکرمی ومحترمی، سلام مسنون

۲ راگست کا نوازش نامہ ملا۔ شکریہ۔

آج ہی اجتبا ندوی صاحب کو خط لکھ دیا ہے کہ ۱۹ ریا ۲۰ رتاریخ طے کر کے confirm کر دیں اور دونوں کو تار دے دیں تا کہ ٹکٹ خریدے جا سکیں۔ واپسی ۲۲ ریا ۲۳ رکو ہو سکتی ہے۔ ان شاء اللہ۔

سفرِ یورپ در پیش ہے۔ ٹکٹ آیا ہی چاہتا ہے۔ جانا تو اگست کے پہلے ہفتہ میں تھا مگر اب شاید آخری ہفتہ میں ممکن ہو سکے گا۔ تفصیل زبانی۔ تازہ شمارہ آج جلد بندی میں ہے کل تک آ ئے گا اور اسی ہفتہ میں پوسٹ ہوگا۔

آپ کے مضامین کا انتظار رہے گا۔ مراسلت کے لیے گھر کا پتا ہی موزوں ہے۔ والسلام
مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۴۳

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء

محب گرامی منزلت، السلام علیکم

آپ کا ایک خط پہلے ملا تھا اور دوسرا (مکتوبہ ۲۴۔ اکتوبر) آج آیا ہے۔ دس اکتوبر کو میرے ماموں صاحب نے رحلت کی اور ۱۸ کو چچا (مولانا فریدی)[2] انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اسی پریشانی میں جواب نہ دے سکا۔

میں کسی دن اردو گھر جا کر دیکھوں گا کہ کس سبب سے اُن خطوں کی اشاعت کو روکا گیا ہے، اُس کے بعد آپ کو نقول (عکس) فراہم کرنے کی کارروائی ہو سکے گی۔

رام پور سے آپ کو دوسرا خط ملا ہوگا جس کی رو سے میٹنگ بجائے [بہ جائے] ۲ رنومبر کے اب ۱۴ رنومبر کو رام پور میں ہونی تھی، مگر اتفاق سے ایک اور اہم مصروفیت ۱۴ کی بھی نکل آئی ہے اور آج میں سود صاحب کو لکھ رہا ہوں کہ وہ میٹنگ کی نئی تاریخ ۱۹ نومبر کی اطلاع سب ممبروں کو دے دیں۔ یہ میٹنگ تو رام پور میں ہی ہو جائے گی اگلی نشست کسی اور شہر کے لیے طے ہو سکتی ہے۔

۲۷ رستمبر والی تقریر کی اگر صدا بندی ہوئی ہے اور اُسے قلمبند [قلم بند] کرا کے شاہد صاحب میرے پاس بھیجیں تو نظرِ ثانی کر کے اشاعت کے قابل بنایا جا سکتا ہے، مجھے تو لکھنے کا وقت نہیں ملے گا۔ مولانا فریدی مرحوم کے کچھ ناتمام کام میرے ذمہ ہو گئے ہیں پہلے اُن کی تکمیل کرنا ہے۔

۱۹ رنومبر کی میٹنگ میں آپ ضرور شرکت فرمائیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ علی گڑھ سے دلی آ جائیں اور میرے ساتھ کار میں رام پور تشریف لے چلیں۔

ظلِ عباس صاحب اب تیج میں نہیں اخبار ملاپ میں کام کرتے ہیں، اُن کا گھر کا پتا ۱۴۲۹ چھتہ نواب صاحب فراش خانہ دہلی ۶ ہے۔ قاضی صاحب کے چند خطوط توفیق احمد قادری بک سیلر نیشنل بک ڈپو، بازار گزری امروہہ ضلع مرادآباد کے پاس ہیں، وہ میں نے آپ کا نام لے کر اُن سے لے بھی لیے تھے، مگر چلتے وقت اُن کے گھر پر ہی بھول آیا۔ آپ اُنھیں مندرجہ بالا پتے پر خط لکھ کر اصل / عکس طلب فرمالیں۔

مولانا آزاد نمبر کے لیے سب نے مضمون لکھا آپ نے نہیں لکھا اور مالک رام صاحب نے تو دو خطوں کا جواب ہی نہیں دیا۔ بڑوں کی ہر ادا میں ''بڑاپن'' ہوتا ہے! والسلام

آپ کا مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۴۴

۹ر نومبر ۱۹۸۸ء

محبِ مکرم، سلام ورحمتہ۔

۲ر نومبر کا نوازش نامہ ملا۔ میں لکھنؤ گیا ہوا تھا کل واپسی ہوئی۔ اور ۱۱ر نومبر کو بھوپال جا رہا ہوں وہاں سے ان شاء اللہ ۱۵ر کو دہلی آجاؤں گا۔

آپ کو رام پور سے خط مل چکا ہوگا جس میں ۱۹ر نومبر کو میٹنگ کی اطلاع دی گئی ہوگی۔ میں ان شاء اللہ ۱۸ر نومبر کو اپنی کار سے جاؤں گا، ڈاکٹر عابدی میرے ساتھ ہوں گے۔ آپ اگر ۱۷ر کی شب میں یا ۱۸ر کو صبح دس بجے تک دہلی آجائیں تو ہمارے ساتھ ہی سفر کر سکتے ہیں۔...غالب اکیڈمی ہے وہاں عابدی صاحب بھی آجائیں گے اور ہم گیارہ بارہ بجے تک روانہ ہوں گے۔ شام کو ۵ بجے تک رام پور پہونچ [پہنچ] جائیں گے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آپ علی گڑھ سے بس کے ذریعہ ہاپوڑ آجائیں اس طرح کہ دن میں دو بجے تک وہاں پہونچ [پہنچ] جائیں۔ تین بجے آپ کو کاشی وشوناتھ اکسپرس ہاپوڑ سے ملے گی جو پانچ بجے تک رام پور پہونچا [پہنچا] دے گی۔ یہ پروگرام ہو تو آپ براہِ راست آسکتے ہیں۔ میرے ساتھ سفر یک طرفہ ہوگا کیونکہ واپسی میں مجھے رامپور [رام پور] سے سنبھل جانا ہے اور وہاں ایک دن قیام بھی کرنا ہے۔

اس میٹنگ میں آپ کی شرکت بہت ضروری ہے ایک تو یہ پہلی میٹنگ ہے جو Co-opted Member کی حیثیت سے آپ attend کریں گے۔ دوسرے اس میں اشاعتی پروگرام سے متعلق کچھ اہم فیصلے کرنا ہیں جس میں جرنل کا معاملہ بھی شامل ہے۔ تیسرے کتابوں اور مخطوطات کی خریداری کا فیصلہ کرنا ہے۔ اس بار تھوڑی سی زحمت برداشت کرلیں آیندہ میٹنگ جہاں آپ فرمائیں گے وہاں رکھ لی جائے گی۔

مولانا آزاد نمبر کے لیے ''پیغام'' پر مضمون عرب قاری کی دلچسپی کا نہ ہوگا۔ الجامعہ پر ہو جاتا تو اچھا تھا، یہ نہیں ہو سکتا تو کوئی اور عنوان تجویز کیجیے۔ ایک عنوان ''مولانا آزاد اور نواب صدر یار جنگ'' بھی ہو سکتا ہے۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۴۵

Post Box No.9723, New Dehli 110025

یکم دسمبر ۱۹۸۸ء

محبِّ گرامی قدر،   سلام ورحمۃ

نوازش نامہ (۲۰/نومبر) ملا، شکریہ۔ افسوس ہوا کہ آپ رام پور تشریف نہ لاسکے، اگر آتے تو بہت سے ضروری مسائل طے ہوجاتے۔ اس طرح کے اجتماعی علمی کاموں میں تھوڑی بہت زحمت تو برداشت کرنا ہی پڑتا [پڑتی] ہے۔ آیندہ میٹنگ لکھنؤ یا دہلی میں رکھی جائے گی۔ پروفیسر عابدی بھی شریک نہ ہوسکے اُنھیں ایران سے ٹکٹ مل گیا تھا شیراز چلے گئے، پھر ہماری 'دعوتِ شیراز' کیوں قبول کرتے۔

آپ کے خط سے پروفیسر سید حسن (پٹنہ) کے انتقال کی اطلاع ملی بہت رنج ہوا۔ نہایت علم دوست، خوش اخلاق مہمان نواز انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، اُن کے ورثہ [ورثا] کا نام اور گھر کا پتا لکھیں تو میں تعزیت کا خط بھیجوں۔

شاید آپ کو اطلاع ملی ہوگی کہ ۱۸/اکتوبر کو میرے عمِ محترم مولانا مفتی نسیم احمد فریدیؒ بھی امروہہ میں انتقال فرماگئے ان کا بھی علمی اور روحانی مرتبہ ایسا تھا کہ کسی خاندان میں ایسی ہستی صدیوں میں کبھی پیدا ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

رضا لائبریری جرنل شش ماہی کی تیاری ہوچکی ہے، پہلا شمارہ زیرِ کتابت ہے، اس کی مجلسِ ادارت میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ ایک تو آپ اپنا کوئی تحقیقی مقالہ (یا مدوّن کیا ہوا متن جو رضا لائبریری کا مخطوطہ ہو تو سبحان اللہ) عنایت فرمائیں، اس کے لیے ان شاء اللہ مناسب اعزازیہ پیش کیا جائے گا دوسرے 'ثقافۃ الہند' کے مولانا آزاد نمبر کے لیے کچھ مرحمت فرمائیں۔

میں نے 'ثقافۃ الہند' کے بارے میں آپ کی رائے کی چند سطریں طلب کی تھیں اُن سے بھی محروم رہا۔

آپ نے ثقافۃ کے لیے کسی Text کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، ہنوز ان کا انتظار ہے۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط: ۴۶

Post Box No.9723, New Dehli 110025

۴/فروری ۱۹۸۹ء

محبِّ گرامی قدر،   السلام علیکم

آپ کا ۸/دسمبر کا نوازش نامہ کہیں کاغذوں میں چھپا رہا آج ہاتھ آیا ہے۔ تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

بیگم ساغر کے نام رشید صاحب کا خط اس زمانے کا ہوگا (۱۹۵۹ء یا ۱۹۶۰ء) جب میں 'پگڈنڈی' کی ادارت میں شریک تھا اور رشید صاحب کو اُس کی مجلسِ مشاورت میں شامل کر رکھا تھا۔ ہم ہر ماہ ایک اداریہ ''جانِ سخن'' کے عنوان سے لکھا کرتے تھے۔ ایک اداریہ میں ریڈیو کے اردو پروگرام پر سخت تنقید تھی، جس سے ساغر صاحب کو ناگواری ہوئی انھوں نے میری شکایت دہلی یونیورسٹی [یونی ورسٹی] کے وائس چانسلر کو بھی لکھی تھی۔

مزید وضاحت خط دیکھ کر ہی کی جاسکتی ہے۔

غالب نامہ کی جس اشاعت کا اور قاضی صاحب کے خطوط اور اُن پر حواشی کا آپ نے تذکرہ کیا ہے وہ میری نظر سے نہیں گزری، نہ غالب نامہ میرے پاس آتا ہے، حالانکہ اسے میں نے ہی شروع کیا تھا مگر اس رویّے سے آپ ان لوگوں کے اخلاق کا اندازہ تو کر سکتے ہیں!

آپ اگر مجھے اس مضمون کا آف پرنٹ یا زیروکس بھیج دیں تو عنایت ہوگی۔

خطوط پر حواشی ضرور لکھنے چاہئیں ورنہ بہت سی باتیں مبہم رہ جاتی ہیں۔ اور غلط فہمی پیدا کرتی ہیں۔ کل ایک خط لکھ کر رضا لائبریری جرنل کے لیے مضمون کی درخواست کر چکا ہوں۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۴۷

RAMPUR RAZA LIBRARY RAMPUR (U.P) - 244901

یکم نومبر ۱۹۸۹ء

محب مکرم، السلام علیکم

امید ہے مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

رضا لائبریری جرنل کا پہلا شمارہ چھپ گیا ہے۔ عن قریب آپ کو ملے گا اس کی مجلسِ ادارت میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ دوسرے شمارے کی کتابت شروع ہے۔ اس کے لیے آپ کا کوئی تحقیقی مضمون فوراً درکار ہے۔ مایوس نہ فرمائیں۔ پبلی کیشن اینڈ پرچیز سب کمیٹی میں بھی آپ کو Co-opt کیا گیا ہے اس کی میٹنگ دسمبر میں کسی وقت کرنے کا ارادہ ہے۔ براہِ کرم یہ فرمائیں کہ آپ میٹنگ کے لیے کون سا مقام پسند کریں گے۔

(۱) رام پور (۲) لکھنؤ (۳) دہلی

اپنی سہولت کی ایک دو تاریخیں بھی لکھ دیں۔

دہلی کے پتے پر جواب سے شاد فرمائیں۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۴۸

۱۹/ نومبر ۱۹۸۹ء

محب گرامی قدر، تسلیمات

۱۱/ نومبر کا نوازش نامہ ملا۔ ممنون ہوں۔

رضا لائبریری جرنل بالکل تیار ہے، چھپائی میں تاخیر کا سبب الکشن تھا کہ سب پریس اُدھر لگے ہوئے تھے۔ اب ان شاء اللہ جلد آجائے گا یہی معاملہ 'ثقافۃ الہند' کے آزاد نمبر کا ہوا۔ حصہ اول (۳۵۰ صفحات) شائع ہو کر مدت ہوئی پوسٹ بھی ہو چکا۔ دوسرا حصہ (۴۰۰ صفحات) پریس میں ہے ۱۰۔۱۵ دن میں آجائے گا۔ اس کے بعد جو شمارہ ہے اس میں آپ کا مضمون شامل ہوگا۔

آزاد نمبر حصہ اول کے لیے بہت سے حضرات نے شکایت کی ہے کہ انھیں نہیں ملا۔ سادہ ڈاک سے بھیجا گیا تھا،

ڈاک خانے کے ڈاکوؤں نے پار کر کے ردّی میں بیچا ہوگا۔ایک شمارہ ایک کلو سے کچھ ہی کم وزن کا تھا آپ کا نام مستقل فہرست میں شامل ہے آپ کو بھی ضرور بھیجا گیا ہوگا اب آپ ڈائرکٹر جنرل آئی سی سی آر آزاد بھون نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ کو ایک خط انگریزی میں لکھیے اور ان سے اپنا پرچہ طلب کیجیے شاید دفتر میں چند ہی کاپیاں رہ گئی ہوں گی۔اُنھیں یہ بھی مشورہ دیجیے کہ آزاد نمبر کا دوسرا حصہ رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجا جائے۔

لائبریری جرنل کے دوسرے شمارے کے لیے کوئی مضمون ضرور عنایت فرمایئے ممنون ہوں گا۔

قاضی صاحب کے جتنے بھی خطوط میرے پاس تھے وہ انجمن کو دے چکا ہوں، شاید تلاش کرنے سے دو چار اور مل جائیں۔رشید صاحب کے خطوط کا عکس آپ کے لیے تیار کر دوں گا۔

۱۵ر نومبر کو کشمیر یونیورسٹی [یونی ورسٹی] میں بورڈ آف اسٹڈیز کی میٹنگ تھی، توقع تھی کہ وہاں آپ سے ملاقات ہوگی مگر آپ شاید کشمیر کی سردی سے یا گڑبڑ کی خبروں سے ڈر گئے۔

میں ۱۴ر کی فلائٹ سے گیا تھا ۱۷ر کو واپسی ہوئی۔سردی زور پکڑ رہی ہے درجہ حرارت صفر تک گر چکا تھا۔

رضا لائبریری جرنل نمبر۲ کے لیے ایک بار پھر تقاضا ہے۔اگر عرشی صاحب کے خطوط آپ کے پاس ہیں تو وہی مرتب کر کے عنایت فرمادیں۔والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

<u>پس نوشت:</u>

ثقافۃ الہند کے لیے میں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی پر مضمون کی فرمایش کی تھی وہ غالباً آپ کو یاد ہوگی!

خط:۴۹

INDIAN COUNCIL FOR CULTUREAL RELATIONS

POST BOX NO.9723 NEW DELHI - 110025

۲۵ر نومبر ۱۹۸۹ء

محبّ مکرم، تسلیم

کل ہی آپ کو ایک خط بھیجا ہے، جس میں پروفیسر رشید احمد صدیقی کے تین خطوں کا عکس بھی رکھا تھا، اس کے پوسٹ کرنے کے بعد آپ کا مفصل خط ملا۔پڑھ کر جی خوش ہوا۔

شکر ہے آزاد نمبر آپ کو مل گیا ہے۔اگر پروفیسر شروانی کو وہاں سے رسالہ نہ پہنچے تو دوسرا پرچہ آپ انھیں عنایت فرمادیں اس سے پرچہ کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

آزاد نمبر کے لیے اب تاثراتی مضمون لکھنے کا فائدہ نہیں دوسرا شمارہ مدت ہوئی تیار ہو کر پریس کو دیا جا چکا ہے الکشن کی وجہ سے طباعت رک گئی تھی اب ۸۔۱۰ دن میں چھپ جائے گا۔آپ تو فاضل بریلوی پر توجہ فرمائیں اور ان کی تصانیف کی بھی جامع فہرس مضمون میں شامل کر دیں۔

رضا لائبریری جرنل بھی الیکشن کی وجہ سے رک گیا تھا اب چھپ جائے گا۔ دوسرے شمارے کے لیے خواہ عرشی صاحب کے، خواہ شادانی کے خطوط بھیج دیجیے۔ ایک ہی شمارے میں آ جائیں گے۔

قاضی صاحب اور رشید صاحب کے خطوط کے عکس آپ کو ضرور ملیں گے۔ میرا خیال ہے خلیق انجم صاحب کو بھی اس میں کچھ اعتراض نہ ہوگا۔

کشمیر کا سفر تذبذب کے باوجود ہو گیا۔ الحمدللہ آرام سے سفر ہوا۔ دن میں زیادہ سردی نہیں تھی رات کو درجہ حرارت صفر تھا، مگر رات بھی آرام سے گزری۔ گڑبڑ کی وجہ سے کہیں جانا نہ ہوسکا۔ ریڈیو کشمیر اور ٹی وی پر ایک ایک انٹرویو کارڈ کرانے جاسکا۔

مولانا غلام رسول مہر سے نہ میری ملاقات ہوئی نہ خط و کتابت۔

میں ان شاء اللہ ۲۸ رکو کالی کٹ جاؤں گا ۳ر دسمبر کو واپسی ہوگی۔ عہدِ صدارتِ شعبہ اس کے بعد شروع ہو رہا ہے۔

آپ کا Letter head دیکھ کر یاد آیا کہ اسی سال جولائی میں جب میں لندن میں تھا وہاں مقیم ہندوستانیوں میں کئی حضرات نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ جامعہ اردو علی گڑھ کا مرکزِ امتحان لندن میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے اپنے بعض مسائل بھی بیان کیے۔ مثلاً یہ کہ امتحان کے پرچے لندن یونیورسٹی [یونی ورسٹی] کے معیارِ طباعت کے ہوں اور علی ہذا امتحان کی کاپیاں (سادہ) بھی۔

ایسی صورت میں کاپیاں اور پرچے لندن اور یورپ کے لیے علیحدہ تیار کرانے ہوں گے۔ فیس جو پاؤنڈ میں لی جائے گی اس کا ایک حصہ جامعہ اردو کو دے کر باقی فیس سے وہاں کی ضروریات کی تکمیل ہوسکتی ہے۔ اور بھی بہت سی باتیں تھیں جو زبانی عرض کروں گا۔ میں نے پٹنہ میں یہ باتیں پروفیسر مسعود حسین خاں کو بتادی تھیں اور اس کا انتظار کر رہا تھا کہ کسی بہانے سے علی گڑھ جانا ہوا تو جامعہ اردو کے دفتر میں جا کر اس موضوع پر گفتگو کی جائے گی۔ آپ جامعہ اردو کے عہدہ دار ہیں، اس مسئلے پر توجہ فرمائیں اس سے جامعہ اردو کو فارن کرنسی بھی ملے گی اور اس کی حیثیت بین الاقوامی ہو جائے گی۔ یورپ کے مختلف شہروں میں اور لندن میں بس جانے والے تقریباً (سبھی) [سب ہی] ہندوستانی (اور شاید پاکستانی بھی) یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو اردو پڑھائیں اور اس کے امتحانات دلوائیں۔ جامعہ اردو اس میں خاص رول ادا کرسکتا ہے۔

کچھ اور باتیں وضاحت چاہتی ہوں تو مجھے لکھیے۔ میں وہاں کے لوگوں کے پتے بھیج دوں گا۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۵۰

۲۰ر دسمبر ۱۹۸۹ء

محبِ مکرم، السلام علیکم

امید ہے مزاج گرامی بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

آپ کا خط ملا تھا، جواب لکھ چکا ہوں، عکس فراہم کرنے کا انتظام کر رہا ہوں مگر پرسوں کالی کٹ کا سفر درپیش ہے، واپسی ان شاء اللہ ۲۹ر دسمبر کو ہوگی لہٰذا یہ عکس جنوری میں کسی وقت آپ کو مل سکیں گے۔

آج کل آپ کا مضمون 'طہماس نامہ' پر پڑھا، بہت اچھا لکھا ہے کتاب کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے 'طہماس نامہ' مجھے

بھی پروفیسر محمد اسلم دے گئے تھے مگر اُسے پڑھنے کی توفیق ابھی پچھلے دنوں ہوئی۔ واقعی بہت اہم کتاب ہے۔ طہماس نے تاریخیں درج کرنے کا التزام نہیں کیا ہے اب یہ ایڈٹ کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح تاریخوں کا تعین کرے۔ آپ نے جن باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ درست ہیں مجھے آپ سے اتفاق ہے۔

آپ نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ رنگین کے باپ نے فراش خانہ میں ایک بڑی حویلی خریدی مگر طہماس کا بیان اس سے مختلف ہے: ''درین ایام ثروت وترقی یک حویلی درشاہ جہاں آباد محل بلیماران [بلی ماراں] درگزر الہ آباد خرید نمودم'' (ص ۳۵۰)

بلیماران [بلی ماراں] اور فراش خانہ کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔ آپ کا بیان شاید اُس تحریر پر مبنی ہے جس کا عکس 'طہماس نامہ' میں چھپا ہے لیکن اس میں یہ عبارت ہے:

''یک منزل کہنہ پختہ معروف مشہور فراش خانہ مشتمل بر بیوت...''

پانچویں سطر میں ''درمحلّہ'' کے بعد جگہ سادہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طہماس نے جو حویلی خریدی تھی وہ فراش خانہ کے نام سے مشہور تھی۔ اس کا دہلی کے محلّہ فراش خانہ سے کچھ تعلق نہیں ہے یہ بلیماران [بلی ماراں] کی اس گلی میں واقع تھی جو ''گزر الہ آباد'' کہلاتی تھی۔

آپ نے طہماس کے مرشد کا نام آوادانی لکھا ہے۔ لیکن قوسین میں جو درج ہے یعنی شاہ آبادانی وہی درست ہے۔ شاہ آبادانی سیالکوٹی کے حالات وملفوظات ان کے خلیفہ امجد علی خاں نے 'نورالقلوب' میں لکھے ہیں، اس میں صوفی الہ یار خاں کا تو ذکر ہے طہماس کے مرید ہونے کا تذکرہ غالباً نہیں ہے اور مجھے ایسا یاد آتا ہے کہ رنگین کے مرید آبادانی ہونے کا ذکر بھی نہیں ہے۔ ان کی خانقاہ پنچکوئیاں میں نہیں تھی۔ لال قلعہ کے آس پاس کوئی محلّہ کاغذیوں کا تھا وہاں رہتے تھے اور کاغذ سازی ان کا پیشہ تھا۔ انتقال کے بعد پن چکّی کے قریب مدفون ہوئے یہ پن چکی بھی کہیں لال قلعہ کے سامنے تھی۔ اب شاید آثار بالکل محو ہو گئے ہیں۔

مزاراتِ اولیاے دہلی میں ان کے مدفن کی نشان دہی کی گئی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ محمد اسلم صاحب کو پچکوئیاں کا سراغ کس نے دیا ہوگا لیکن یہ بات یقینی ہے کہ سعادت یار خاں رنگین اور ان کے بھائی بھی شاہ آبادانی کی درگاہ میں دفن ہوئے ہوں گے۔

'طہماس نامہ' کے متن میں طباعت کے علاوہ قرأت کی بھی متعدد غلطیاں رہ گئی ہیں جن سے بعض جگہ تو مفہوم خبط ہو جاتا ہے مثلاً:

صفحہ	غلط	صحیح
۴۷	خوں ریز جہاں شد	خوں ریزی چناں شد
۹۷	نظر برخی نمک	نظر برحق نمک
۱۰۸	یطاق عزیمت	نطاقِ عزیمت
۱۳۰	درالتماس	دُرِالماس
۱۳۴	محظط	محظوظ
۱۵۴	درقبن شاہ	درقشونِ شاہ
۱۷۴	ازپیش نظر دور نشود	ازپیشِ نظر دور شو، وازخانۂ من...
۱۷۵	تمسکِ نوبستانیدہ	تمسک نویسانیدہ

۱۹۳	ازراہ فریب می فریبی	ازراہ فریب می فریبی
۲۰۳	نقدرا برشبہ گزاشتن	نقدرا برنسیہ گزاشتن
۲۰۵	تکیہ وسند	تکیہ ومسند
۲۱۳	درین ولا برشکم اوشاں	بربیگم اوشاں
۲۱۴	دائی ودوا	دائی ودَوَا

الفاظ اور بھی ہیں میں نے مثلاً چند لکھ دیے ہیں۔

ثقافتہ الہند آزاد نمبر حصہ ۲ ان شاء اللہ اسی ہفتہ میں چھپ کر آ جائے گا۔ آزاد نمبر کے بارے میں آپ اپنے تاثرات انگریزی میں ضرور لکھ دیں۔ اس سے رسالہ کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ والسلام

مخلص

نثار احمد فاروقی

خط:۵۱

جمعہ ۴۔ مئی ۱۹۹۰ء

محب مکرم، السلام علیکم

آپ کا ۲۸ر اپریل کا مکرمت نامہ رجسٹرڈ ملا۔ ممنون بھی کیا اور شرمندہ بھی۔ امید ہے اب آپ تندرست ہوں اور بخار سے نجات مل گئی ہوگی۔

ایک بات تو آپ اس طرح ذہن نشین فرمالیں کہ مجھے اس کے بارے میں آپ کو یقین دلانے کے لیے دوبارہ لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ وہ یہ کہ اگر مجھے کوئی خط/ کتاب یا کوئی شے آپ کو دینی نہیں ہے تو یہ صاف صاف لکھنے سے کوئی خوف/لالچ/ مصلحت مجھے روک نہیں سکتی۔ زیادہ لکھا بیکار ہوگا!

۲) دوسری بات یہ کہ سب سے زیادہ رونا وقت کا ہے۔ میرا بہترین وقت یونیورسٹی [یونی ورسٹی] آنے جانے میں صرف ہو جاتا ہے۔ دو گھنٹے جانے میں دو گھنٹے آنے میں۔ ایک ایک سال تک جامع مسجد/بلیماران [بلی ماراں] دہلی کالج/اردو گھر نہیں جا پاتا ہوں۔ اوکھلا سے یونیورسٹی [یونی ورسٹی] کو Ring Road جاتی ہے جو شہر سے باہر باہر چلی گئی ہے۔ اگر خطوط آپ کو نہیں ملے تو اس کا سبب یہی ہے کہ مجھے اردو گھر تک جانے کی فرصت نصیب نہیں ہوئی۔ سوچتا ہی رہا۔ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ ایک بار خود اُن خطوط کو دیکھ لوں کہ میں نے پابندی کیوں لگائی تھی؟

۳) رضا لائبریری جرنل کا شمارہ اول چھپ گیا ہے مگر بدسلیقگی کی اعلیٰ مثال ہے میں نے کتابت کرا کے دے دی تھی۔ وہاں کسی کو اتنی تمیز بھی نہ تھی کہ یہ صفحات reduce ہوں گے same size میں چھاپ دیے جو بھدّے معلوم ہوتے ہیں۔ سرورق بھی اچھا نہیں چھپا طباعت کا سارا کام رامپور [رام پور] میں ہوا۔ میں دہلی میں کرانا چاہتا تھا مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے رامپور [رام پور] تجویز کر دیا تھا۔ شمارہ اول سب کو بھیجا گیا ہے حیرت ہے آپ کو نہیں ملا۔ .O.S.D رضا لائبریری رامپور [رام پور] کو لکھیے وہ بھیج دیں گے۔ آپ کا نام تو مجلس ادارت میں بھی شامل ہے۔

۴) دوسرے شمارے میں اب قدرے تاخیر ہوگی۔ پچھلی میٹنگ میں گورنر نے کہا کہ پہلے لائبریری کے انتظامی معاملات درست کرو پھر جرنل چھاپو۔ بات صحیح ہے۔ اس لیے آپ اپنا مضمون اطمینان سے تیار کر کے بھیج سکتے ہیں۔

۵) ثقافۃ الہند کا صرف ایک شمارہ آزاد نمبر کے بعد آیا ہے جواب پوسٹ ہو رہا ہے۔ اس کے بعد کے شمارے میں آپ کا مضمون احمد امین مصری پر شامل ہے۔ اب کچھ اور بھیجیے۔ آپ نے جو خط بھیجا تھا اس کی نقل مجھے دفتر سے بھی مل گئی تھی۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ عربی میں آپ کا یہی خط آیندہ شمارے کے بعد شائع ہوگا۔ off prints ہم نہیں دیتے ہیں۔ ترجمہ کا معاوضہ چار سو روپیہ ایک ہزار الفاظ کے لیے ہے اور یجنل مضامین کا معاوضہ اب ایک ہزار روپے کرالیا گیا ہے۔ میں نے ۵ر دسمبر کو شعبہ کی صدارت سنبھالی تھی۔ لیکن رفقاء کے؟؟ عمل نے اتنا بددل کر دیا ہے کہ اب کوئی سمینار [سمنار] وغیرہ کرنا نہیں چاہتا۔ شاید سب باتوں کا جواب آ گیا۔

نثاراحمد فاروقی

خط: ۵۲

۱۱رمئی ۱۹۹۰ء

محب گرامی، السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ (۴رمئی) ملا۔ پچھلے مفصل اور رجسٹرڈ خط کا جواب لکھ چکا ہوں۔ مولانا آزاد سمینار [سمنار] میں رانچی گیا تھا۔ کل ہی واپسی ہوئی ہے۔ پروگرام بہت اچھا رہا۔ یونس سلیم صاحب گورنر بہار پورے پروگرام میں اول سے آخر تک شریک رہے۔

رضا لائبریری جرنل کے لیے آج حکیم محمد حسین خاں کو خط لکھ رہا ہوں۔

مہر کے خطوط میرے پاس نہیں ہیں۔ نہ کبھی مرحوم کو دیکھا نہ اُن سے خط و کتابت ہوئی البتہ میرے چچا مولانا فریدیؒ نے ان کی کتاب سیرۃ سید احمد شہید پر اپنے کچھ ملاحظات بھیجے تھے تو ان سے ۲۔۳ خطوط کا تبادلہ ہوا تھا ان کے کاغذوں میں تلاش کروں گا اگر وہ خطوط مل گئے تو آپ کو بھیج دوں گا۔ اُن کا سب ذخیرہ امروہہ میں ہے۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ والسلام

نثاراحمد فاروقی

خط: ۵۳

۹ مارچ ۱۹۹۱ء

صدیقِ محترم و مشفق محترم، السّلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نامۂ محبت شمامہ باعثِ مسرّت ہوا، ممنون فرمایا۔ پہلا خط لکھ کر میں بند کر چکا تھا اور ٹکٹ بھی لگا دیے تھے کہ ایک صاحب علی گڑھ جانے والے آ گئے لفافہ میں نے اُن کے حوالے کر دیا تھا کہ جلد اور محفوظ پہنچے گا۔ آپ نے اچھا کیا جو اُس ٹکٹ کو ضائع نہ ہونے دیا۔

آپ کے اشعار بہت دل چسپ اور اُستادانہ اُسلوب میں تھے اُنھیں تو کہیں شائع کرانا چاہتا ہوں۔ شاعری کا کوچہ

چھوڑ کر تو آپ شعر سے ناانصافی کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب کا اور کوئی خط ملے گا تو آپ کو بھیجوں گا۔ جس خط میں بلاک اور کاغذ کا ذکر ہے اُس کے سلسلے میں عرض ہے کہ اُن کی کتاب ''اُستر وسوزن'' کی کتابت، طباعت وغیرہ سب میرے اہتمام سے ہوئی تھی۔

انجمن جا کر رشید صاحب کے خطوط بھی دیکھتا ہوں۔ ان شاء اللہ۔

اُن کے خطوط مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کے موسومہ کتب خانۂ ندوۃ میں رکھے ہیں میں نے ناظم کتاب خانہ مولانا سیّد محمد ارتضا صاحب کی عنایت سے اُن کی نقول (عکسی) حاصل کی تھیں اور وہ لاہور میں میرے پاس تھیں وہ میں نے مجلس ترقی ادب کے دفتر میں لطیف الزماں صاحب[1] کو یہ سوچ کر دے دی تھیں کہ یہ رشید صاحب کے خطوط پر کام کر رہے ہیں۔ اُنھوں نے جو سلوک کیا اُس کا بدلہ تو اُنھیں اللہ کے گھر ہی مل سکے گا۔

آپ کا کوئی مضمون (برائے ثقافۃ الہند) اب میرے پاس نہیں ہے۔ کچھ بھجوایئے۔ جن تین عرب اسکالرز کے مضامین کا آپ نے خط میں ذکر کیا ہے وہ بھی تلاش کر کے بھیج دیجیے اُنھیں معاوضہ ڈالر میں ادا ہو جائے گا۔

بنارس میں حافظ بدرالدّین صاحب کا تقرر کر دیا تھا جن کے آپ ممتحن تھے اُنھوں نے غالباً جوائن کر لیا ہوگا۔

عارف نوشاہی صاحب[2] کو جرنل کا شمارہ بھیجنے کی ہدایت آج ہی کر دی ہے۔

آپ کا مخلص نثار احمد فاروقی

خط: ۵۴

لندن ۱۰؍ جولائی ۱۹۹۱ء

محبِ مکرم۔ السلام علیکم

امید ہے مزاج مبارک بخیر [بہ خیر] ہوگا۔ میں ۲؍ جولائی کو لندن آیا تھا ۳؍ سے ۹ تک بریڈفورڈ وغیرہ شہروں کی سیر کی۔ اب ان شاء اللہ ۱۰۔۱۲ دن برٹش میوزیم کی لائبریری دیکھوں گا۔ ایک دو دن کے لیے آکسفرڈ بھی جاؤں گا۔ میں نے خلیق انجم کو لکھ دیا تھا کہ خطوط قاضی عبدالودود / رشید احمد صدیقی کی نقلیں / عکس آپ کو دے دیں۔ آپ ان کی اشاعت سے پہلے مجھے مسوّدہ دکھا دیجیے گا کیوں کہ مجھے یاد نہیں کہ پابندی کیوں لگائی تھی۔

یہاں موسم اچھا ہے۔ کبھی کبھی بادل گھر کر آ جاتے ہیں آج دھوپ نکل رہی ہے۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط: ۵۵

۲۲؍ نومبر ۱۹۹۱ء

محبِ مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دو نوازش نامے سامنے ہیں ۲۵؍ اکتوبر اور ۱۱؍ نومبر۔ دونوں کے لیے تہ دل سے شکریہ۔ جواب ترتیب وار عرض کر رہا ہوں:

(۱) ثقافۃ الہند اگر آپ کو نہیں مل رہا ہے تو براہِ راست ڈائرکٹر I.C.C.R کو لکھیے خط انگریزی میں ہو تو اچھا ہے۔ میرا کہنا اتنا موثر نہیں ہوگا۔ سبب زبانی بتاؤں گا۔

(۲) آپ نے جو مقالات عنایت فرمائے تھے اُن میں سے تین عدد مقالات اسی شمارے میں شامل ہیں جو چھپ گیا ہے اور شاید ۸۔۱۰ دن بعد پوسٹ ہوگا۔

(۳) د/احسان عباس کا مضمون آیندہ شمارے میں آ رہا ہے جو ۲۔۳ ماہ بعد پوسٹ ہو سکے گا۔

(۴) عیار الشعرا[۱] (نسخہ پٹنہ) کے بارے میں اپنے پرانے Notes دیکھ کر میں کچھ عرض کرسکتا ہوں۔ یہ بھی احتمال رہتا ہے کہ سہوِ قلم سے حوالہ غلط لکھا گیا ہو۔

(۵) شوق کے طبقات الشعرا کے حواشی کا مسودہ کہیں کباڑ خانے میں پڑا ہوا ہے اسے تلاش کروں گا اور اگر اس میں قلندر[۲] کے بارے میں کوئی مزید نکتہ ہے تو لکھوں گا۔

(۶) استاذ مروان العطیہ کے مضامین بھیج دیجیے۔ اشاعت میں تاخیر نہیں ہوگی۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط:۵۶

RAMPUR RAZA LIBRARY RAMPUR - 244901

۱۸/جولائی ۱۹۹۲ء

محبِ مکرم، تسلیمات

امید ہے مزاجِ مبارک اچھا ہوگا۔

یہ تو آپ کو علم ہے کہ رضا لائبریری بورڈ نے اپنی سب کمیٹی برائے خریداری کتب و مطبوعات کے لیے آپ کو بحیثیت [بہ حیثیت] رکن نامزد [نام زد] کیا تھا اس کمیٹی کی ایک میٹنگ ۲۹/فروری کو رامپور [رام پور] میں رکھی گئی تھی جس میں آپ تشریف نہ لا سکے۔ دوسرے نامزد [نام زد] رکن پروفیسر امیر حسن عابدی آج کل بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

اب یہ طے ہوا ہے کہ اس کمیٹی کی ایک میٹنگ امروہے میں اور دوسری اس کے معاً بعد رامپور [رام پور] میں رکھی جائے۔ یہ غالباً اگست کے آخر میں یا ستمبر کے شروع میں ہوگی۔ صحیح تاریخ کی اطلاع آپ کو بعد میں دی جائے گی۔ امروہے میں ایک کتب فروش کے پاس قلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ آیا ہوا ہے اور اُس کی خواہش ہے کہ اُن کا موقع پر ہی معاینہ کرلیا جائے۔ آپ سے درخواست ہے کہ جب اس میٹنگ کی اطلاع ملے تو آپ ضرور کرم فرمائیں تاکہ آپ کی مہارت سے لائبریری کو فائدہ پہنچ سکے۔

(۲) دوسری گزارش یہ ہے کہ رضا لائبریری رسرچ جرنل کا دوسرا نمبر زیرِ ترتیب ہے۔ اس کے لیے کوئی تحقیقی مقالہ/مدوّنہ متن مرحمت فرمائیں۔ اگر اُس مقالے کا رضا لائبریری میں موجود مواد سے بھی تعلق ہو تو بہت ہی اچھا ہو۔ والسلام

آپ کا مخلص

نثار احمد فاروقی

نوٹ: جواب کے لیے دہلی کا پتا ہے۔

خط:۵۷

RAMPUR RAZA LIBRARY RAMPUR - 244901

۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء

محب مکرم، تسلیمات

۲۵/جولائی کا مکرمت نامہ ملا۔ ممنون فرمایا۔ تاریخ ۲۲/۲۳/اگست مقرر ہوگئی ہے۔ امروہہ جانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ آپ صبح ساڑھے سات یا ۸ بجے تک ہاپوڑ پہنچ جائیں وہاں سے آپ کو مراد آباد جانے والی ایکسپرس ملے گی جو ٹھیک دس بجے تک امروہہ پہنچ جاتی ہے۔ اب ادھ آسام ایکسپرس بھی امروہہ پر رکنے لگی ہے یہ تقریباً سوا گیارہ بجے امروہہ سے گزرتی ہے تو ہاپوڑ پر دس بجے آتی ہوگی۔

امروہہ میں میٹنگ ساڑھے ۱۲ بجے رکھی ہے۔ رات کو رامپور [رام پور] میں رہنا ہوگا وہاں سے موٹر میں رامپور [رام پور] جائیں گے۔ ایک گھنٹے کا سفر ہے۔

اگلے دن رامپور [رام پور] میں میٹنگ ہوگی اور وہاں جو کتابیں آئی رکھی ہیں ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

میں نے حکیم سید ظل الرحمٰن صاحب[۱] کو بھی مدعو کیا ہے اس لیے کہ قلمی کتابوں میں خاصی تعداد طبی کتب کی بھی ہے۔ پروفیسر عبدالباری[۲]، ڈاکٹر حامد علی خاں، فرخ جلالی، ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری[۳]، دوسرے حضرات ہیں جنھیں دعوت دی گئی ہے۔ اگر آپ پانچ حضرات مل کر ایک ٹیکسی کر لیں تو اسی سے امروہہ اور رامپور [رام پور] کا سفر ہو سکتا ہے اور وہی علی گڑھ واپس پہنچا دے گی۔

آپ Co-opted ممبر ہیں اس لیے آپ کو ٹیکسی کا خرچ (حسبِ قاعدہ) مل جائے گا، باقی حضرات کو شاید فرسٹ کلاس یا II AC کا مل سکتا ہے جو خرچ آئے اُسے سب حضرات مل کر Share کر سکتے ہیں۔ اس میں سہولت رہے گی اور رفاقت میں سفر بھی اچھا گزرے گا۔

رضا لائبریری میں برسوں سے کوئی قلمی کتاب نہیں خریدی گئی ہے میں نے اس کمیٹی میں زیادہ سے زیادہ Experts کو اس لیے مدعو کیا ہے کہ سب کی متفقہ رائے سے مخطوطات کی قیمت کا تعین ہو تاکہ بعد میں کچھ لوگوں کو گندگی اچھالنے کا موقع ہی نہ ملے جن کا واحد مشغلہ کردار کشی رہا ہے۔

چونکہ [چوں کہ] Co-opted Member ہیں اور آپ کا نام گزٹ ہو چکا ہے آپ کے بغیر سب کمیٹی کا کورم پورا نہیں ہو سکتا اس لیے بھی شرکت ضروری ہے۔

بورڈ نے پچھلی میٹنگ میں کچھ فیصلے کیے ہیں ان پر عملدرآمد [عمل درآمد] ہو جائے تو مخطوطات کا عکس وغیرہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی پھر آپ جس کتاب کو چاہیں ایڈٹ کیجیے گا۔ فی الحال ہمارے جرنل کے لیے قاضی صاحب کے خطوط روانہ فرما دیں، ممنون ہوں گا۔

آپ کے ذریعے سے عرب فضلا کے جو مضامین ملے تھے وہ شاید سب شائع ہو گئے ہیں رسالہ اور نذرانہ بھی بھجوایا جا چکا ہے۔ خط کسی کا نہیں آیا۔ عربوں سے میں اس کی توقع بھی نہیں کرتا اس لیے کہ خط کا جواب دینا شاید کبائر میں شامل ہے! اور کچھ مضامین رکھے ہوں تو عنایت فرمائیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں آپ سے ایک بھرپور مضمون کی آس لگائے ہوئے ہوں۔ اس کا حق ادا کرنے والا آپ کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ اس طرف بھی توجہ فرمائیں اس میں ضمناً آپ کے والدِ مغفور کا بھی تذکرہ کسی قدر تفصیل سے آجائے گا۔ والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

☆علی گڑھ سے رامپور [رام پور] کے لیے ایک بس بھی براہِ راست ملتی ہے۔ مگر آپ کو تو پہلے امروہہ آنا ہوگا۔ اگر امروہہ نہ آسکیں تو رامپور [رام پور] کی میٹنگ میں شرکت فرمالیں۔

خط: ۵۸

۱۳/اپریل ۱۹۹۳ء

محبِّ گرامی قدر، سلام ورحمۃ

آپ کا رجسٹرڈ خط (مع دو مضامین) ملا ہے نہایت ممنون ہوں۔ دونوں ان شاء اللہ شائع ہوں گے۔ دشواری یہ ہے کہ آپ کا تصحیح کردہ مسوّدہ کسی مترجم کو دینا نہیں چاہتا مبادا گم ہو جائے، اور اس پر آپ کی تحریر اتنی باریک ہے کہ Xerox میں آنہیں سکتی۔ خیر، اس کا کچھ بندوبست کیا جائے گا۔

علی گڑھ سے آنے والے کسی اور نے بھی آپ کا یہ پیغام پہنچایا تھا کہ ثقافۃ الہند آپ کو نہیں مل رہا ہے۔ پچھلے دنوں میں نے میلنگ لسٹ منگا کر چیک کی تھی تو اس میں آپ کا ایڈریس موجود تھا، اس کا یہ مطلب ہے کہ علی گڑھ ہی میں کوئی آپ کی ڈاک پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ اس وقت تک ج ۴۳ کا شمارہ ۳ آچکا ہے اور ش ۴ پریس میں ہے اس میں ۴۲ سال کے تمام مضامین کا انڈکس دے دیا ہے تاکہ ریسرچ کرنے والوں کو سہولت ہو۔ یہ شمارہ مئی کے آخر تک آجائے گا، اس کے بعد ج ۴۴ کا شمارہ ابھی پریس جا چکا ہے وہ غالباً جون/جولائی تک چھپ سکے گا۔ کوشش کروں گا کہ اس کے بعد ش ۲ میں آپ کا مضمون آجائے۔

مروان العطیہ کا پتا مجھے مل گیا تھا۔ اردن میں جو مقالہ پیش کیا تھا اس کا انتظار کروں گا۔ ایک بار آپ نے شاید نوادر یا ایسے ہی کسی نام سے علی گڑھ کے مخطوطات پر ایک رسالہ شائع کیا تھا، اس کی ایک کاپی مل جائے تو وہ ہمارے جرنل کے لیے مفید ہوگی۔ والسلام

نثار احمد فاروقی

خط: ۵۹

۳۰/جولائی ۱۹۹۳ء

محبِّ مکرم۔ تسلیمات

میاں حسنین اختر نے آپ کا خط پہنچایا اور مولانا ظفر الدین قادریؒ پر آپ کا رسالہ بھی جو فوراً ترجمے کے لیے دے دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت پر آپ مضمون اس سال کے آخر تک ضرور لکھ دیں۔ اور کسی کے بس کا نہیں ہے۔

ملفوظات کے لیے آپ میری کتاب ''نقدِ ملفوظات'' (مکتبہ جامعہ) میں ایک مضمون ہے وہ دیکھ لیں عابد رضا بیدار صاحب نے پٹنہ سے جو کتاب ''تصوف'' کے نام سے چھاپی ہے۔ اس میں سب مخطوطات تصوف (بشمول ملفوظات) کی

فہرست ہے۔عہد مغلیہ میں اہم ملفوظات حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی[1]، شیخ محب اللہ الہ آبادی[2]، سید حسن رسول نما[3]، شیخ کلیم اللہ جہان آبادی[4]، شاہ نظام الدین اورنگ آبادی[5]، شاہ فخر الدین دہلوی[6]، حضرت مجدد الف ثانی[7]، شاہ غلام علی دہلوی[8]، شاہ عبدالہادی امروہوی[9] وغیرہ کے ہیں (فہرستِ بالا میں تاریخی ترتیب ملحوظ نہ رہی جو نام یاد آیا لکھ دیا۔) بیدار صاحب کی کتاب سے ناموں کے انتخاب میں مدد ملے گی۔ذخیرہ تو بہت ہے، تمہید میں سرسری ذکر ہی ہوسکتا ہے۔ملفوظات میں قدیم ترین فوائد الفواد[10] (حضرت نظام الدین کے ملفوظات) ہیں پھر چراغ دہلی کی خیر المجالس[11]۔اس سے پہلے حضرت بُرہان الدین غریب[12] کے ملفوظات ہیں۔نفائس الانفاس۔احسن الاقوال وغیرہ۔

پھر ان کے خلیفہ زین الدین شیرازی کے ملفوظات ہدایۃ القلوب۔آپ کو فوراً معلومات درکار ہیں، اگر کچھ مہلت ملتی تو میں کتابیں کھنگال کر فہرست بنا دیتا۔والسلام

نثار احمد فاروقی

خط:۶۰

۲۵/جولائی ۱۹۹۴ء

محبّ مکرم ومحترم، تسلیمات

آپ کے دو پوسٹ کارڈ (۱۹/جولائی اور ۲۱/جولائی) ایک ساتھ ملے۔شکریہ۔آپ نے اتنی معذرت کر کے مجھے شرمندہ کیا۔اگر میں آپ سے وقت مقرر کر کے گیا ہوتا تو یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ آپ کو بیدار کر دیا جائے۔مجھے قیلولے کے وقت کوئی پریشان کرتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے اس لیے میں نے آپ کے آرام میں خلل انداز ہونا مناسب نہ سمجھا۔

(۲) 'مونس الارواح' منگوا کر رکھ لوں گا۔شاید اگست میں مجھے ایک Viva کے لیے آنا ہو تو ساتھ لاؤں گا ورنہ ڈاک سے بھیج دوں گا۔اس کی قیمت زیادہ نہیں ہے شاید ۵ یا ۱۰ روپیہ ہو۔

(۳) کتاب نما کے خصوصی شمارے کے لیے آپ کی کوئی تحریر ہونی ضرور چاہیے۔میری مصروفیات ایسی ہیں کہ تعمیلِ حکم نہ کر سکا۔ترتیب وتصحیح اور تراجم کی فہرستِ مطبوعہ کتاب نما میں موجود ہے۔اس میں اضافہ یہ ہے کہ مفتاح الخزائن (ملفوظات حضرت شاہ عبدالہادیؒ چشتی مؤلفہ سید نثار علی بخاری بریلوی) کا اردو ترجمہ ۹ قسطوں میں 'منادی' میں شائع ہو چکا ہے اور کتاب کے لیے زیرِ کتابت ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے حالات وملفوظات میں قدیم ترین تالیف (۷۵۵ھ) کا فارسی متن 'قندِ پارسی' کے تازہ شمارے میں آیا ہے اور اس کا اردو ترجمہ زیرِ طبع ہے جو ان شاء اللہ ستمبر کے پہلے ہفتے میں آ جائے گا۔اب حضرت زین الدین شیرازیؒ جانشین خواجہ برہان الدین غریبؒ (مدفون خلد آباد) کے ملفوظات ھدایۃ القلوب کا اردو ترجمہ (ملخص) منادی میں شائع ہونا شروع ہوا ہے باقی کے لیے آپ کتاب نما سے مدد لیں۔اگر آپ مخطوطات شناسی یا تذکرۂ شعراء سے متعلق کام پر کچھ تحریر فرمائیں تو شاید آسان ہو۔۵۔۶ صفحات کافی ہوں گے۔

(۴) رضا جرنل کے لیے منوہر سہائے انور[1] کے خطوط کا عکس کسی اچھی مشین سے اٹھوا کر فوراً بھیج دیجیے۔ان کے حالات شاید تذکرۂ معاصرین[2] میں ہوں گے۔آف پرنٹ مل جائیں گے۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر [بہ خیر] ہوگا۔والسلام

خاکسار نثار احمد فاروقی

خط:۶۱

۱۱۔اگست ۱۹۹۴ء

محبِّ گرامی قدر، تسلیمات

امید ہے مزاج والا بخیر [بہ خیر] ہوگا۔آپ نے رضا لائبریری جرنل شمارہ ۲ کے لیے کچھ خطوط بھیجنے کو فرمایا تھا امید ہے کہ وعدہ یاد ہوگا۔آیندہ ماہ کے آخر تک وہ عکس مل جائیں تو اچھا ہو۔

کتاب نما کے خصوصی شمارے کی اشاعت دوم میں وہ مضامین شامل ہوں گے جو پہلی اشاعت میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے ان کی کتابت ہورہی ہے۔آپ کی شرکت مجھے مطلوب ہے اگر آپ تراجم کے موضوع پر ہی کچھ تحریر فرمادیں تو کافی ہوگا۔کچھ مضامین تو منادی میں ہیں اور وہ آپ کے پاس آتا ہے۔

دوسرے تراجم میں (۱) میر کی آپ بیتی (۲) تاریخ طبری کا تحقیقی مطالعہ (جواد علی) مکتبہ برہان دہلی (۳) مسلمانوں کی تاریخ نویسی (مارگولیتھ) فکر ونظر علی گڑھ (۴) مفتاح الخزائن (سید نثار علی) منادی بالاقساط (۵) امن اور شانتی کا مذہب اسلام (غلام السیدین) اسلام اور عصرِ جدید (۶) سیرۃ نبوی کی اولین کتابیں (نقوش رسول نمبر) نیز اسلام اور عصرِ جدید/اور کتابی شکل (۷) روضۃ الاولیا (غلام علی آزاد) منادی (۸) الرسالات النبویہ (نقوش رسول نمبر) (۹) قوام العقائد (اردو ترجمہ آیندہ ماہ میں آرہا ہے)

ان کے علاوہ کچھ اور تراجم کے بارے میں بعد کو لکھوں گا۔ان میں سے غالباً سب علی گڑھ میں دستیاب ہوں۔اس کے سوا اگر کوئی اور موضوع آپ کو پسند ہو تو تحریر فرمائیں۔والسلام

مخلص نثار احمد فاروقی

خط:۶۲

۲۰/ستمبر ۱۹۹۴ء

محبِّ گرامی قدر، سلام مسنون

نوازش نامہ ۴/اگست ملا تھا۔میں پونا، بمبئی حیدر آباد وغیرہ کے سفر پر نکلا ہوا تھا۔'مونس الارواح' کا نسخہ میں نے بھی نکال رکھا تھا اور آپ کو بھیجنے والا ہی تھا کہ اس خط سے معلوم ہوا آپ روانہ کرچکے ہیں۔

تذکرۂ ھندی ص ۸۸ میں وہ عبارت: ''جائے علی قلی خاں خالی است'' بے جوڑ معلوم ہوتی ہے کسی خطی نسخے میں دیکھا جائے غالباً یہاں علی قلی خاں والہ داغستانی کا کوئی شعر سیاق وسباق کی مناسبت سے دیا ہوگا جو کتابت میں چھوٹ گیا ہے۔

آپ کا دوسرا نوازش نامہ ۲۰/اگست بھی سامنے ہے تذکرہ انندرام [مخلص] کے بارے میں کلماتِ تحسین کا شکریہ۔ آپ نے [مخلص] کے اردو اشعار کی طرف توجہ دلائی ہے اس کے لیے بھی ممنون ہوں۔کتابی صورت میں شامل کرتے وقت آپ کے مشورے سے فائدہ اٹھاؤں گا رضا لائبریری جرنل کے لیے آپ نے جس مضمون (خطوطِ انور) کا وعدہ فرمایا تھا اس کا انتظار ہے۔عکس اچھے ہوں تو بجنسہٖ شائع ہوجائیں گے۔

اوارڈ کے لیے آپ نے دو ناموں کی سفارش کی تھی ایک کو شرف قبول بخش دیا گیا (ترجیح بہ حساب سن وسال دی گئی) دوسرے نام پر ان شاء اللہ آیندہ غور کیا جاسکے گا۔

کتاب نما کے شمارہ خصوصی (بابت این جانب) کے لیے اپنا موعودہ مضمون بھی ارسال فرمادیں تو زہے نصیب۔
قوام العقائد مترجمہ راقم الحروف کی رسم اجراء ۲۴/ ستمبر کو بستی حضرت نظام الدین میں ہورہی ہے۔ والسلام
نثار احمد فاروقی

خط:۶۳

۱۵/ مارچ ۱۹۹۵ء

محب گرامی قدر، سلام مسنون

۷/ مارچ کا نوازش نامہ ملا۔ ممنون و مسرور کیا۔ عید سعید کی مبارکباد [مبارک باد] کا شکریہ۔ آپ کو بھی مبارک ہو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ۲۰/ فروری کو میری مرسلہ کتابوں کی رسید آپ نے بھیج دی تھی، وہ تا دم تحریر مجھے نہیں ملی ہے۔ اس زمانے میں ڈاک کا نظام جتنا ابتر ہوا ہے اتنا شاید کبھی نہ تھا۔ اکثر خطوط جو آتے ہیں مہر بھی نہیں ہوتی جو یہ اندازہ ہو کہ کب چلا تھا کب پہنچا۔ اگر کسی کو کوئی خط عدالت میں پیش کرنا ہو تو قطعاً مفید نہیں ہوسکتا۔ مگر کیا کریں؟ ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا!

خورشید رضوی صاحب سلمہٗ کا خط جو آپ نے بھیجا ہے بس وہی ملا ہے اس سے قبل ان کا بھی کوئی خط نہیں ملا۔ ہمارے جامعہ نگر کے پوسٹ آفس کا حال بہت ہی خراب ہے اس کچھ بہتر یونیورسٹی کا ڈاک خانہ ہے۔ بس اتنا ہے کہ وہاں جو خط پنجشنبہ کی شام کو آئے گا وہ مجھے دوشنبہ کو دوپہر میں ملے گا اس لیے کہ جمعہ کو میری کلاس نہیں، ہفتہ اتوار کو یونیورسٹی [یونی ورسٹی] بند رہتی ہے۔

ثقافۃ الہند کا معاملہ معطّل ہے ایک نہایت خبیث ذہنیت کا انسان جو آر ایس ایس کا پروردہ ہے اس کا انچارج ہوگیا اور وہ شاید اسے بند ہی کرادینا چاہتا ہے۔ اگر موقع ملے تو آپ انگریزی میں ایک خط اس پتے پر لکھیے:

Mr Shiv Mukherji Director General I. C. C. R. Azad Bhavan New Delhi 110002

مصباح احمد صدیقی سلمہٗ، جن کے ہاتھ میں نے کتابیں بھیجی تھیں انھوں نے آپ کی صحت کا حال قدرے تفصیل سے لکھا تھا۔ بڑھاپے میں ایک عالم کی شان ایسے شجر باردار کی ہوتی ہے جس کے سب پھل پک چکے ہوں، خوش رنگ، خوش بو اور خوش مزہ ہوگئے ہوں، اس لیے زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہوجاتا ہے۔ یہ ہمارے ملک اور معاشرے کی بدقسمتی ہے کہ استادوں کو اس عمر میں رٹائر کردیا جاتا ہے جب وہ صحیح معنوں میں پڑھانے کے اہل ہوجاتے ہیں آپ کی شخصیت اپنے میدان میں منفرد ہے۔ آپ کی زندگی، صحت و سلامتی اور عافیت و اطمینان قلب کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔

ایک بات یہ دریافت طلب ہے کہ کیا اعلیٰ حضرت بریلویؒ کے سوانح آپ کے والد ماجدؒ نے لکھے تھے؟ والسلام
نثار احمد فاروقی

حواشی وتعلیقات

خط نمبر:۱

۱ سلام روستائی۔ یہ اشارہ ہے اہلی شاملو کے اس شعر کی طرف۔

صلوٰۃِ گربہ از روئے ورع نیست
سلامِ روستائی بے طمع نیست

ترجمہ: بلی کی نماز پارسائی کے سبب سے نہیں ہوتی اور دہقان کا سلام بھی بغیر لالچ کے نہیں ہوتا۔

۲۔ 'پگڈنڈی'، علمی وادبی ماہنامہ ۱۹۵۲ء میں امرتسر سے جاری ہوا۔ امریک آنند مدیر اور مجلس مشاورت میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور نثار احمد فاروقی شامل تھے۔

۳۔ گوپی چند نارنگ، معروف محقق، نقاد، ماہرِ لسانیات، پیدائش ۱۱ فروری ۱۹۳۱ء دکی، بلوچستان ایم۔اے اور پی۔ایچ ڈی دہلی یونی ورسٹی سے کیا۔ انگریزی، ہندی اور اردو کی تقریباً پچاس کتابوں کے مصنف اور مرتب ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں حکومتِ ہند نے ''پدم شری'' کا خطاب دیا، جبکہ ۱۹۷۷ء میں صدر پاکستان کی جانب سے اقبال صدی طلائی تمغۂ امتیاز حاصل کیا۔ ساہتیہ اکادمی کے ۲۰۰۳ء میں صدر منتخب ہوئے۔

۴۔ عبدالستار صدیقی، (پ: ۱۸۸۵ء، م: ۱۹۷۲ء) ۱۹۰۸ء میں الٰہ آباد یونی ورسٹی سے B.A. کیا۔ علی گڑھ سے ۱۹۱۲ء میں ایم۔اے عربی کیا۔ عربی کی مزید تعلیم کے لیے حکومتِ ہند کے وظیفہ پر جرمنی گئے۔ ۱۹۱۷ء میں گیوٹنگن یونی ورسٹی سے ''کلاسیکی عربی میں فارسی کے دخیل الفاظ'' کے موضوع پر جرمن زبان میں تحقیقی مقالہ لکھ کر Ph.D کی سند حاصل کی۔ ایم۔اے۔او کالج علی گڑھ، عثمانیہ یونی ورسٹی اور ڈھاکہ یونی ورسٹی میں شعبۂ عربی وعلومِ اسلامیہ سے وابستہ رہے۔

خط نمبر: ۲

۱۔ خواجہ احمد فاروقی، ڈاکٹر، ممتاز محقق، نقاد اور انشا پرداز، پیدائش، ۳۰ اکتوبر، ۱۹۱۷ء۔ صدرِ شعبۂ اردو، دہلی یونی ورسٹی۔

۲۔ قمر رئیس، ڈاکٹر، معروف نقاد، نثر نگار، شاعر اور اردو ادب کے استاد (پ: ۱۲ جولائی ۱۹۳۲ء، م: ۲۹ اپریل ۲۰۰۹ء) ۱۹۵۲ء میں ناگ پور یونی ورسٹی سے ایم۔اے اردو ادب میں کیا۔ ۱۹۵۹ء میں علی گڑھ سے رشید احمد صدیقی کی زیر نگرانی ''پریم چند کا تنقیدی مطالعہ: بہ حیثیت ناول نگار'' تحقیقی مقالہ لکھ کر Ph.D کی سند حاصل کی۔ علی گڑھ میں قیام کے دوران ماہنامہ ''ادیب'' اور ''علی گڑھ میگزین'' کے مدیر رہے۔ دہلی میں ''ایوانِ اردو''، ''عصری آگہی''، ''آب وگل'' اور ''نیا سفر'' کی ادارت کی۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ رہے۔ سوویت یونین میں بہ حیثیت گیسٹ پروفیسر ازبکستان کے دارالخلافہ تاشقند میں بارہ سال قیام کیا۔ شعبہ اردو دہلی سے بہ حیثیت پروفیسر ریٹائر ہوئے۔ آخری تین سال اردو اکادمی دہلی کے وائس چیر مین رہے۔''

۳۔ ترجمہ: ''ناممکن ہے کہ ہنرمند مرجائیں اور بے ہنران کی جگہ لے لیں''

یہ سطر شیخ سعدیؔ کی حکایت باب اوّل، در سیرت بادشاہاں سے ماخوذ ہے لیکن نثار صاحب سے یہاں تسامح ہوا۔ انھوں نے ''ہنرمنداں'' کے بجائے عقلمنداں لکھ دیا ہے اور بے ہنراں کی جگہ احمقاں۔ اصل میں یوں ہے ''محالست کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے ایشاں گیرند''۔ مزید دیکھیے۔ (۱) ص ۲۱ گلستانِ سعدی، ترجمہ: از قاری سجاد حسین، ناشر، مکتبہ شرکۂ علمیہ، بوہڑ گیٹ، ملتان۔ ۱۹۵۲ء (۲) ص ۳۱ گلستانِ سعدیؔ مترجم: عبدالباری آسی، مکتبہ تیج کمار، لکھنؤ، ۱۹۶۵ء (۳) ص ۲۶ گلستان سعدیؔ، انتشاراتِ طلایہ، ایران، ۱۳۷۵ء تیراژ۔

۴۔ ترجمہ: ایسے ہی لوگوں سے نبھانا چاہیے۔

۵۔ مخزنِ نکات۔ شیخ محمد قیام الدین قائم چاند پوری، (پ: ۲۵۔۱۷۲۲ء، م: ۱۷۹۴ء) بہ زبانِ فارسی شعرائے

اردو کا تذکرہ ہے۔ سالِ تصنیف ۱۷۵۵ء ہے۔ مولوی عبدالحق نے ایک بسیط مقدمہ کے ساتھ انجمن ترقی اردو ہند [دکن] سے ۱۹۲۹ء میں شائع کیا۔

۶۔ ''آں دفتر را گاؤ خورد، گاؤ را قصاب برو قصاب در راہ مرد۔'' ترجمہ: وہ کتاب گائے کھا گئی اور گائے کو قصاب لے گیا اور قصاب راستے میں مر گیا۔

۷۔ اردو کا علمی و ادبی ماہوار رسالہ 'ہمایوں' کے سرورق پر یہ شعر درج ہوا کرتا تھا:

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا *

خط نمبر: ۳

۱۔ مکاتیبِ سرسید سب سے پہلے نقوش (لاہور) شمارہ ۳۱۔۳۲ اور ۵ خطوط ہماری زبان (علی گڑھ) میں ۱۶ اپریل ۱۹۵۳ء شائع ہوئے اس کے بعد سرسید کے ۷ اغیر مطبوعہ خطوط (پہلی قسط) 'فکر و نظر' (علی گڑھ)؛ جنوری ۱۹۶۰ء، ۲۶ غیر مطبوعہ خطوط (دوسری قسط) اپریل ۱۹۶۰ء، دو غیر مطبوعہ خطوط (تیسری قسط) 'فکر و نظر' (علی گڑھ) اکتوبر ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئے۔ جنوری اور اپریل ۱۹۶۲ء کے شماروں میں بھی سرسید کے خطوط شائع ہوئے۔ وہ سرسید کے مکاتیب کی کلیات بھی مرتب کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

۲۔ ''غالب نما''، غالب کی شخصیت اور فن پر لکھے گئے مضامین و مقالات اور کتب کا جامع انڈیکس ص ۹۸ تا ۱۱۲ فروری ۱۹۶۰ء 'برہان' دہلی میں شائع ہوا۔

۳۔ 'برہان'، ندوۃ المصنّفین دہلی کا علمی و دینی ماہنامہ مولانا سعید اکبر آبادی کی ادارت میں جولائی ۱۹۳۸ء میں جاری ہوا۔ ۲۰۰۰ء میں یہ رسالہ بند ہو گیا۔

خط نمبر: ۴

۱۔ امداد صابری، (پ: اکتوبر ۱۹۱۴ء۔ م: اکتوبر ۱۹۸۸ء) نامور صحافی، محقق، اہم تصانیف میں تاریخ جرم و سزا (چار جلدیں)، فرنگیوں کا جال، ۱۸۵۷ء کے مجاہد شعرا، دہلی کی یادگار ہستیاں، تاریخِ اردو صحافت (۶ جلدیں)۔

۲۔ سرسید احمد خان کے بڑے بھائی سید محمد خان نے ۱۸۴۱ء میں ''سید الاخبار'' جاری کیا۔ عبدالغفور مدیر تھے، ۱۸۴۹ء میں بند ہو گیا۔

۳۔ مولوی آل احمد رضوی آنریری مجسٹریٹ امروہہ کے نام سرسید کا خط جو نثار احمد فاروقی کے پاس محفوظ تھا۔

۴۔ شیخ قیام الدین قائم (پ: ۱۷۲۲ء۔ ۲۵م: ۱۷۹۴ء) کا دیوان۔

خط نمبر: ۵

۱۔ 'فکر و نظر'، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کا سہ ماہی علمی و ادبی مجلّہ، ۱۹۶۰ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ 'فکر و نظر' میں کیوں کہ یونی ورسٹی کے اساتذہ اور محققین کے مقالات شائع ہوتے تھے اور وہ یونی ورسٹی کے تمام شعبہ جات کا مشترکہ علمی و ادبی مجلّہ تھا اس لیے نثار فاروقی صاحب نے استفسار کیا۔

خط نمبر:۶

۱۔ مختار الدین صاحب کا ''جان گل کرسٹ کے عہد کی ایک گم نام بہاری کتاب'' کے عنوان سے ایک مقالہ رسالہ 'ندیم' (گیا) میں اکتوبر ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا تھا۔ سید حمید الدین بہاری نے جان گل کرسٹ کی فرمائش پر فارسی کتاب ''خوانِ الوان'' کا ترجمہ ''خوانِ نعمت'' کے نام سے کیا جواب تک شائع نہ ہوسکا۔ اس کا ایک قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ اور دوسرا برٹش میوزیم، لندن میں موجود ہے۔ اس مقالے میں ایشیاٹک سوسائٹی کے نسخے کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ مختار الدین صاحب نے قیامِ انگلستان کے زمانے میں جہاں ریکارڈ وقت میں اپنا Ph.D مکمل کیا وہیں باڈلین لائبریری اور برٹش میوزیم میں موجود بہت سے نادر و نایاب مخطوطات کا عکس حاصل کر کے قیمتی حواشی کے ساتھ انھیں مرتب کیا۔ 'تذکرہ گلشنِ ہند' (تذکرہ شعرائے اردو) از سید حیدر بخش حیدری دہلوی بھی آپ نے مرتب کیا جس میں اردو کے ۲۸۹ شعرا کے حالات مع نمونہ کلام درج ہیں۔ یہ اردو ادب (علی گڑھ) شمارہ ۳، ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ نثار فاروقی نے اسی تذکرے کا عکس منگوایا تھا۔

۳۔ 'مشرب'، ابو مسلم صحافی کی ادارت میں کراچی سے شائع ہوتا تھا۔ ۵۴۴ صفحات پر مشتمل ضخیم نمبر جس میں ۲۷ جامع مقالات شامل ہیں تاریخ اردو ادب کے حصہ ثانی کے طور پر مقالات نمبر کے نام سے شائع کیا گیا۔ (مشرب مقالات نمبر: جلد ۸/۱؛ شمارہ ۱/۱)

۴۔ آل احمد سرور (پ: ۱۹۱۱ء، م: ۲۰۰۲ء) معروف نقاد، ادیب، شاعر، صدر شعبہ اردو، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ (اہم کتب، تنقیدی اشارے، نئے اور پرانے چراغ، تنقید کیا ہے؟ نظر اور نظریہ، اقبال اور ان کا فلسفہ، اردو اور ہندوستانی تہذیب)

۵۔ قاضی عبدالودود: (پ: ۱۸۹۶ء، م: ۱۹۸۴ء) معروف محقق، شاعر، انگلینڈ سے بار ایٹ لا کیا۔ سیاست میں حصہ لیا۔ ماہنامہ 'معیار' جاری کیا۔ غالب، میر اور کلاسیکی شعرا پر تحقیقی مقالات تحریر کیے۔ یہ مقالات ۵ جلدوں میں مرتب ہوئے۔

خط نمبر:۷

۱۔ مختار الدین صاحب کا یہ مقالہ سر سید احمد خان کے ۱۷ غیر مطبوعہ خطوط پر مشتمل تھا جو کہ 'فکر و نظر'، علی گڑھ جنوری ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا تھا۔

خط نمبر:۸

۱۔ سید امیر حسین عابدی، ڈاکٹر، (پ: یکم جولائی ۱۹۳۱ء) پی۔ ایچ ڈی، ڈی لٹ، پروفیسر ایمرطس، دہلی یونی ورسٹی، اہم کتب میں وکرم اورشی، منتخب اللغات، تاریخِ سلاطین، ہندوستانی فارسی ادب، عصمت نامہ شامل ہیں۔

۲۔ شش ماہی، علمی مجلہ علومِ اسلامیہ ۱۹۵۴ء میں علی گڑھ یونی ورسٹی میں قائم ہونے والے ادارۂ علومِ اسلامیہ سے جون ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کی ادارت میں جاری ہوا۔ ڈاکٹر صاحب مسلسل ۱۰ سال تک مدیر رہے۔

خط نمبر:۱۰

۱۔ مہدی علی، محسن الملک (پ: ۱۸۳۷ء، م: ۱۹۰۷ء) علی گڑھ تحریک کے اہم رکن، سر سید کے خاص ساتھی، تہذیب الاخلاق کے قلمی معاون۔

۲ مشتاق حسین، وقار الملک (پ: ۱۸۳۹ء، م: ۱۹۱۷ء) علی گڑھ تحریک کے اہم رکن، سرسید کے رفیقِ خصوصی، رسالہ 'تہذیب الاخلاق' کے مہتمم۔

۳ محمد امین زبیری، (م: ۵ستمبر ۱۹۵۸ء) محقق، تاریخ داں، ریاست بھوپال میں مہتمم تاریخ رہے۔ اہم کتب میں ذکر شبلی، بیگماتِ بھوپال، مولوی شبلی کی زندگی کا رنگین پہلو، اسلامی خواتین کے عسکری کارنامے، خدوخالِ اقبال سلطان جہاں بیگم کے سوانح حیات اور ریاست بھوپال کی علمی کارگزاری شامل ہیں۔

۴ میر حسن علی تجلّی۔ میر تقی میر کے ہمشیر زادہ شاگرد، صاحب دیوان شاعر، دیوانِ تجلّی کے اس نسخے کا تعارف جو مختار الدین احمد صاحب کے ذاتی ذخیرے میں محفوظ ہے۔ دلی کالج میگزین، (دہلی) میر نمبر ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔

خط نمبر: ۱۱

۱ ترجمہ۔ میں نے ہما کو پھانسنے کے لیے جال میں دانہ ڈالا تھا، ذرا دیکھ کہ اس کے انتظار میں وہ دانہ/بیج پھوٹا، بڑھا، پھولا اور آشیانہ کی جگہ یعنی درخت بن گیا۔ لیکن وہ نہیں پھنسا۔ از غزلیات، ص ۵۴۲، کلیات غالب (فارسی)، ناشر، شیخ مبارک علی تاجر کتب، لاہور۔ ۱۹۵۶ء

۲ مالک رام (پ/۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء، م: ۱۶/اپریل ۱۹۹۳ء) معروف محقق ماہرِ غالبیات، ۱۹۳۹ء تا ۱۹۶۵ء حکومت ہند فارن سروس ملازمت کی بعد ازاں ساہتیہ اکادمی دہلی کے اردو سیکشن میں تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ اہم کتب میں ذکرِ غالب (۱۹۳۸ء) عورت اور اسلام (۱۹۵۱ء) تلامذۂ غالب (۱۹۵۸ء)، تذکرۂ معاصرین ۴ جلدیں (۸۲۔۱۹۷۲ء)، قدیم دلی کالج ۱۹۷۵ء، تذکرہ ماہ و سال (۱۹۹۱ء) شامل ہیں۔

خط نمبر: ۱۲

۱ مکاتیبِ سرسید، مرتبہ، مولوی مشتاق حسین۔

۲ خلیق انجم، ڈاکٹر (پ: ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء) معروف محقق، نقاد اور ادیب، ۱۹۶۲ء میں 'مرزا مظہر جانِ جاناں' کے موضوع پر Ph.D دہلی یونی ورسٹی سے کیا۔ خطوط غالب کو ۵ جلدوں میں مرتب کیا، متنی تنقید، مرزا محمد رفیع سودا، اہم کتب ہیں۔ انجمن ترقی اردو ہند کے سیکرٹری اور 'ہماری زبان' کے مدیر ہیں۔

۳ آثار الصنادید۔ ۱۸۴۷ء میں شائع ہونے والی سرسید کی اردو میں ایک بالکل نئے موضوع پر معرکتہ الآرا تصنیف جس میں دہلی کی اہم عمارتوں کی تاریخ، ان کی پیائش، ان کی آرائشی تفصیلات کے علاوہ عمارتوں کے کتبات کا تذکرہ موجود ہے۔

خط نمبر: ۱۳

۱ رشید احمد صدیقی، پروفیسر، (پ: ۱۸۹۶ء م: ۱۹۷۷ء) معروف طنز و مزاح نگار، نقاد، انشا پرداز علی گڑھ یونی ورسٹی میں لیکچرر ۱۹۲۶ء)، ریڈر (۱۹۳۴ء) اور پروفیسر (۱۹۵۴ء) مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں سبک دوشی کے بعد جنرل ایجوکیشن کے اعزازی ڈائریکٹر رہے۔ اہم کتب، طنزیات و مضحکات، خنداں، مضامینِ رشید، سہیل کی سرگزشت، گنج ہائے گراں مایہ (۳ جلدیں)، ہم نفسانِ رفتہ، آشفتہ بیانی میری، دانائے راز اقبال، جدید غزل، خطباتِ رشید احمد صدیقی۔

۲ سید بشیر الدین، پروفیسر (پ: ۱۹۰۲ء، م: ۱۹۸۴ء) اڑیسہ کے شہر کٹک میں پیدا ہوئے۔ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج سے بہ حیثیت پرائیویٹ امیدوار انٹرمیڈیٹ کیا۔ ۱۹۲۱ء میں لٹن لائبریری سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں اسسٹنٹ لائبریرین مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں بی۔اے اور ۱۹۲۶ء میں فلسفے میں ایم۔اے کیا۔ ۱۹۳۱ء میں لندن کالج، یونی ورسٹی آف لندن سے لائبریری سائنس میں سٹرفکیٹ حاصل کیا۔ جنوری ۱۹۷۶ء میں حکومتِ ہند نے پدم شری اعزاز سے نوازا۔ لٹن لائبریری کو آزاد لائبریری بنانے میں آپ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۱ء میں ان کی کوششوں سے علی گڑھ یونی ورسٹی میں پہلی بار لائبریری سائنس کا سٹرفکیٹ کورس شروع ہوا۔ ۱۹۵۸ء میں بیچلر آف لائبریری سائنس کی ابتدا بھی آپ ہی کا کارنامہ ہے۔ ۱۹۲۱ء تا ۱۹۶۱ء مسلسل چالیس سال آزاد لائبریری سے منسلک رہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۰ء، ۴ سال مزید آپ نے اس لائبریری کے لیے خدمات انجام دیں۔

۳ ترجمہ۔ ''سرسری سفارشیں سودمند نہیں ہوتیں''

۴ ترجمہ۔ ''اس مختصر حدیث سے (بہتر ہے کہ) اس کی تفصیل تو خود کرلے''۔

۵ آل احمد سرور، پروفیسر، دیکھیے خط نمبر [۶] کا حاشیہ نمبر (۴۱)۔

۶ دیکھیے خط نمبر [۶] کا حاشیہ نمبر (۱)۔

۷ دیکھیے خط نمبر [۶] کا حاشیہ نمبر (۲)۔

۸ دیکھیے خط نمبر [۶] کا حاشیہ نمبر (۳)۔

۹ دیکھیے خط نمبر [۲] کا حاشیہ نمبر (۵) اور خط نمبر [۴] کا حاشیہ نمبر (۴)۔

۱۰ مختار الدین احمد صاحب کے مرتبہ ''غیر مطبوعہ خطوطِ سرسید'' کی دوسری قسط ۲۵ خطوط پر مشتمل تھی جو کہ مجلّہ 'فکر و نظر' اپریل ۱۹۶۰ء، ص ۱۰۵ تا ۱۳۰ شائع ہوئی۔

۱۱ کتابِ معلومہ سے مراد مکاتیبِ سرسید از مولوی مشتاق حسین ہے تفصیل کے لیے خط نمبر [۱۰] کا متن دیکھیے۔

خط نمبر: ۱۴

۱ رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر، (پ: ۱۹۲۵ء) اورنگ آباد سے تعلق تھا۔ ''اردو نثر کا ارتقا'' کے موضوع پر Ph.D کیا۔

۲ 'معاصر': کلیم الدین احمد، نومبر ۱۹۴۰ء میں دائرۂ ادب پٹنہ کے ترجمان کے طور پر جاری ہوا۔ حقیقتاً یہ پرچہ کلیم الدین احمد کا تھا لیکن بطور مدیر ڈاکٹر عظیم الدین احمد کا نام ہوتا تھا۔ اختر اورینوی، حسن عسکری، قاضی عبدالودود اہم لکھنے والوں میں شامل تھے۔ ۱۹۴۶ء میں ڈاکٹر عظیم الدین احمد کے انتقال کے بعد عبدالمنان بیدل کا نام مئی ۱۹۵۱ء کے پرچے پر آیا۔ مئی ۱۹۵۱ء میں سہ ماہی کی حیثیت سے تنقیدی سے زیادہ تحقیقی مجلّہ کی صورت میں جاری ہوا۔ اس کا پہلا دور عام ادبی پرچے کا تھا دوسرے دور میں یہ خالصتاً تحقیقی مجلّہ بن گیا۔ قاضی عبدالودود نمبر ۱۹۷۶ء میں ان کی حیات میں ہی نکلا۔ اس مجلّے کا انتخاب ڈاکٹر عطا خورشید نے کیا ہے جو کہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ یہ انتخاب ۱۹۴۰ء تا ۱۹۸۳ء پر مشتمل ہے۔ 'معاصر' اب بند ہو چکا ہے۔

۳ کلیم الدین احمد معروف نقاد، (پ: ۱۹۰۹ء، م: ۱۹۸۳ء) ۱۹۳۰ء میں ایم۔اے انگریزی کیا۔ بعد ازاں کیمبرج

سے B.A-Tripos کی سند حاصل کی۔ پٹنہ کالج میں انگریزی کے استاد رہے۔ بہار کے ڈائریکٹر تعلیمات، سیکنڈری اسکول بورڈ کے چیئرمین بھی رہے۔۱۹۸۱ء میں حکومتِ ہند نے پدم شری کا خطاب دیا۔ بہار اردو اکیڈمی کے نائب چیئرمین رہے۔تصانیف میں ’’اردو شاعری پر ایک نظر‘‘ بہت مشہور ہے۔اس کے علاوہ اردو تنقید پر ایک نظر، اردو زبان اور فن داستان گوئی، دو تذکرے (۲ جلد)، عملی تنقید، میری تنقید، ایک باز دید اہم ہیں۔

۴؎ شعبہ اردو کے صدر خواجہ احمد فاروقی مراد ہیں۔

خط نمبر:۱۵

۱؎ ’نکات الشعراء: میر تقی میر کی تالیف، ایک سو دو ۱۰۲ شعرائے ریختہ کا تذکرہ بزبانِ فارسی ہے۔

۲؎ امتیاز علی خاں عرشی۔معروف محقق، تدوین کار، ماہرِ غالبیات، (پ:۱۹۰۴ء، م:۱۹۸۱ء) رام پور رضا لائبریری کے ناظمِ کتاب خانہ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۸۱ء رہے۔ان کی تالیفات میں مکاتیبِ غالب، انتخابِ غالب، نادراتِ شاہی، سلکِ گوہر، دیوانِ غالب (اردو)، فرہنگِ غالب، اہم ہیں۔

خط نمبر:۱۷

۱؎ اٹاوے کا ذخیرۂ کتب جسے جواہر کلیکشن یا جواہر میوزیم کلیکشن بھی کہتے ہیں، ۱۹۶۲ء میں آزاد لائبریری آیا۔

خط نمبر:۱۸

۱؎ مسعود حسن رضوی، ادیب، پروفیسر، (پ:۱۸۹۳ء، م:۱۹۷۵ء) معروف محقق، نقاد، ادیب، سابق صدر شعبہ اردو فارسی لکھنؤ یونی ورسٹی، اہم تصانیف، اردو ڈراما اور اسٹیج، دیوانِ فائز، مجالس رنگین، آبِ حیات کا تنقیدی مطالعہ، متفرقاتِ غالب، روحِ انیس، ہماری شاعری۔

خط نمبر:۲۰

۱؎ نثار صاحب نے اس نمبر کی تیاری ۱۹۵۸ء میں شروع کی جس کی اشاعت ۱۹۶۲ء میں چار سال کی مسلسل محنت کے بعد ہوئی۔ ۴۶۴ صفحات پر مشتمل دلی کالج کا یہ میر نمبر نہایت مفید، جامع اور اپنی مثال آپ ہے۔اس کے مقالہ نگاروں میں قاضی عبدالودود، کلب علی خاں فائق، ڈاکٹر عبدالحق، ڈاکٹر مختار الدین احمد، آلِ احمد سرور، جعفر علی خاں اثر، ابواللیث صدیقی، وحید الدین سلیم، نصیر الدین ہاشمی، سید مبارز الدین رفعت اہم ہیں۔نثار فاروقی صاحب کے ۴ اہم تحقیقی اور تنقیدی مقالات (۱) سید سعادت علی خاں (۲) میر کا آرٹ (۳) مثنوی دریائے عشق (۴) نکات الشعرا کی ایک اور روایت اس نمبر میں شامل ہیں۔

۲؎ یہ مقالہ میر حسن علی، تجلّی کے دیوان کے اس نسخے کے تعارف پر مشتمل ہے جو مختار الدین احمد صاحب کے ذاتی ذخیرے میں محفوظ ہے۔

خط نمبر:۲۲

۱؎ آزردہ۔ مفتی صدر الدین آزردہ (م:۱۲۸۵ھ) کی ۱۳عربی و فارسی کی نایاب و کم یاب کتابوں کا تعارف نیز ان کے کچھ اردو اشعار ان کے ۶ فارسی خطوط جو رضا لائبریری، رام پور میں محفوظ ہیں۔ان پر مختار الدین صاحب کا کام

کرر ہے تھے۔ 'تذکرۂ آزردہ' بھی مختارالدین صاحب نے مرتب کیا جسے ۱۹۷۴ء میں انجمن ترقی اردو پاکستان نے شائع کیا۔

۲ عبرتیؔ۔ ریاض الافکار، عبرتی عظیم آبادی (مخطوطہ خدابخش لائبریری، پٹنہ) پر مختارالدین صاحب کام کررہے تھے۔

خط نمبر:۲۳

۱ ابن الدمنیۃ نے اپنی کتاب ''الاشباہ والنظائر'' میں خالدی برادران ابوبکر محمد (م: ۳۸۰ھ) اور ابوعثمان سعید (م: ۴۰۰ھ تقریباً) کے اشعار کا اہم اور طویل انتخاب درج کیا ہے۔ مختارالدین صاحب نے قاہرہ کے ایک قدیم نسخے سے اشعار کا متن مرتب کیا ہے۔ کتاب کی ابتدا میں ابن الدمنیۃ اور الخالدیان کے احوال وآثار پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

۲ تنقیدی اور تحقیقی مضامین پر مشتمل یہ کتاب 'دیدودریافت' کے نام سے ۱۹۶۴ء میں آزاد کتاب گھر دہلی سے شائع ہوئی۔

۳ شہریار۔ کنور اخلاق محمد خاں۔ (پ: ۱۶؍جون ۱۹۳۶ء) ادیب، شاعر، استاد شعبۂ اردو مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، مدیر علی گڑھ میگزین، لٹریری اسسٹنٹ انجمن ترقی اردو، ہند، تصانیف: اسم اعظم، ساتواں در، ہجر کے موسم، دنیا کی بہترین کہانیاں۔

۴ سعید اکبرآبادی۔ مجلّہ ''برہان'' کے مدیر، مشہور ومعروف عالم، محقق، استاد ادبیات۔

۵ تذکروں کی تلخیص، اس میں تین تذکروں 'مجمع الانتخاب'، 'طبقات الشعراء'، 'گلِ رعنا' کی تلخیص شامل ہے۔ مکتبہ برہان، دہلی سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔

خط نمبر:۲۴

۱ 'کربل کتھا'، فضلی، واقعاتِ کربلا پر مشتمل فضل علی فضلی کی تصنیف کربل کتھا (۳۳-۱۷۳۲ء) قیام یورپ ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۶ء ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب نے اس کا نسخہ ٹوبن (جرمنی) سے حاصل کیا۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں مالک رام اور مختارالدین احمد صاحب کی مرتبہ 'کربل کتھا' شائع ہوئی۔

خط نمبر:۲۷

۱ مجمع الانتخاب، تذکرہ، شاہ کمال کا تذکرہ، اس کی تلخیص (تین تذکرے) نثار فاروقی نے مرتب کرکے مکتبہ برہان، دہلی سے ۱۹۶۸ء میں شائع کی۔ یہ تذکرہ مکمل آج تک شائع نہ ہوسکا۔

خط نمبر:۲۸

۱ طبقات الشعراء، قدرت اللہ صدیقی، شوقؔ کا مرتب کردہ تذکرہ (فارسی) مرقومہ (۱۷۷۴ء) میں طبقہ اول ریختہ کے موجدین، دکھنی شعرا کا ذکر ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اگست ۱۹۳۸ء میں تحقیقی مقدمہ ساتھ اس کا خلاصہ علی گڑھ سے شائع کیا۔

خط نمبر:۲۹

۱ تذکرہ مخزنِ نکات، مرقومہ، ۱۷۵۵ء شیخ محمد قیام الدین قائمؔ چاند پوری (پ: ۲۵-۱۷۲۲ء م: ۱۷۹۴ء) کا مرتب

کردہ تذکرہ ہے۔ قائم صاحب دیوان شاعر تھے۔ مولوی عبدالحق نے ایک بسیط مقدمہ کے ساتھ انجمن ترقی اردو ہند (دکن) سے ۱۹۲۹ء میں شائع کیا۔

خط نمبر:۳۰

۱۔ جنوری ۱۹۶۸ء میں پروفیسر عبدالعلیم کے وائس چانسلر مقرر ہونے پر ان کی جگہ مختارالدین صاحب انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔

۲۔ تاریخ محمدی (فارسی)، مولانا عرشی نے مرزا محمد حارثی بدخشی کی وفیات پر معروف کتاب کے آخری حصے کو مرتب کیا ہے اس حصے میں ۱۰۱۱ھ سے ۱۱۶۱ھ تک کے مشاہیر کی وفات کی تاریخیں ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر:۳۱

۱۔ نعیم احمد، ڈاکٹر (پ: اپریل ۱۹۴۰ء) نام ور محقق، استاد، دلی کالج اور دہلی یونی ورسٹی سے تحصیل علم کیا۔ شہرآشوب پر تحقیقی مقالہ لکھ کر دہلی یونی ورسٹی سے Ph.D کیا۔ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ اردو سے بہ حیثیت استاد منسلک رہے۔

خط نمبر:۳۳

۱۔ دراسات، تحقیقی تنقیدی ۹ نو مقالات اس کتاب میں شامل ہیں۔

۲۔ مرقومات امداد، مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ، نثار فاروقی صاحب نے اس کی ترتیب جدید کی اور مقدمہ تحریر کیا۔ مکتبہ برہان، دہلی سے ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔

۳۔ 'تاریخ طبری' کے مآخذ کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ، ڈاکٹر جواد علی کی کتاب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا، یہ پہلے برہان میں بالاقساط شائع ہوا۔ دہلی سے ۱۹۸۰ء میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔

۴۔ تلاش غالب، غالبیات پر مضامین کا یہ مجموعہ علمی مجلس دہلی سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔

خط نمبر:۳۴

۱۔ میمن، عبدالعزیز، مولانا (پ: ۱۸۸۸ء) معروف محقق، عالم، ادبیاتِ عربی کے ماہر استاد، عربی ادب کے قدیم ذخائر کی دریافت، ان پر تحقیق، نادر مخطوطات کی دریافت خاص موضوع رہے۔ سندھ یونی ورسٹی میں آپ کے ذخیرۂ کتب کو ڈاکٹر نبی بخش بلوچ (م: ۶/اپریل ۲۰۱۱ء) نے بہ حیثیت وائس چانسلر خرید کر محفوظ کیا۔

خط نمبر:۳۵

۱۔ سید سلیمان ندوی، ممتاز عالم دین، سیرت نگار، مؤرخ، ناقد، انشاپرداز، سید سلیمان ندوی کے صد سالہ یوم ولادت کی تقریبات کے موقع پر بہار اردو اکادمی پٹنہ نے ۲ روزہ سمینار کا انعقاد کیا۔ نثار احمد فاروقی صاحب نے ''سید سلیمان ندوی اور تصوف'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔

۲۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی (پ: ۱۹۱۴ء) معروف عالم، محقق، ۱۹۸۱ء میں کشمیر یونی ورسٹی نے اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی، تمام عمر تصنیف وتالیف میں گزاری، قابل ذکر تصانیف سیداحمد شہید (۲ جلدیں) مذہب وتمدن، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، تاریخ دعوت وعزیمت (۵ جلدیں) کاروانِ زندگی۔

خط نمبر:۳۶

۱ فارسی ترجمہ: ایسے ہی لوگوں کے ساتھ نبھانا پڑتا ہے۔ کیا کیا جائے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

۲ پروفیسر ڈاکٹر نورالحسن انصاری (پ: ۱۹۳۷ء) استاد شعبہ فارسی، دہلی یونی ورسٹی، قابلِ ذکر تصانیف، فارسی ادب بعہد اورنگ زیب، فارسی کی دل کش داستانیں، امیر خسرو۔ احوال و آثار،

۳ اَز جمالش زرہ ای باقی نہ ماند
آں قدح بشکست و آں ساقی نہ ماند

اُردو ترجمہ:

اس کی خوب صورتی میں سے ایک ذرّہ باقی نہ رہا
وہ پیالہ ٹوٹ گیا اور وہ ساقی بھی نہ رہا

یہ شعر فریدالدین عطار کا ہے۔ منطق الطیر کتاب فروشی۔ اصفہان۔۱۳۴۸ش۔ ص ۱۱۸۔

خط نمبر:۳۷

۱ ''ثقافتہ الہند''۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۵۰ء کے اوائل میں بین الاقوامی سطح پر ہندوستان کے ثقافتی روابط قائم کرنے کی غرض سے انڈین کونسل برائے ثقافتی روابط قائم کی۔ وہ اس کے تاحیات صدر تھے۔ اس کونسل کی طرف سے دو سہ ماہی رسالے جاری ہوئے ایک عربی میں ثقافت الہند اور دوسرا انگریزی میں انڈو ایشین کلچر (INDO-ASIAN CULTURE) ثقافت الہند مارچ ۱۹۵۰ء میں مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کی ادارت میں جاری ہوا۔ نثار فاروقی صاحب اس وقت ثقافت الہند کے مدیر تھے۔

خط نمبر:۴۰

۱ مختار الدین صاحب، متعدد بار پاکستان تشریف لائے۔ کراچی، لاہور، اسلام آباد میں قیام رہا۔ لیکن زیادہ تر قیام کراچی میں کیا کرتے اور یہاں ان کے میزبان مشفق خواجہ مرحوم ہوا کرتے تھے ان ہی کے توسط سے آپ کا قیام NIPA میں ہوا کرتا تھا۔ مزید تفصیل کے لیے مختار الدین صاحب کی آخری مرتبہ کتاب 'خطوطِ مشفق خواجہ بنام مختار الدین آرزو' دیکھیے۔

خط نمبر:۴۱

۱ مولانا آزاد عربی رسالہ ''المجلہ''۔ ترکوں کی شکست کے بعد شریف حسین کی بدولت حجاز مکمل طور پر انگریزوں کے قبضے میں آچکا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد اس وقت قید میں تھے اور حجاز کی آزادی کے لیے بے قرار تھے۔ لہٰذا اسی مسئلے کو اُجاگر کرنے اور اسلامی دنیا کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرنے اور تدارک کی راہ دکھانے کے لیے طے کیا کہ خلاف کمیٹی کے پلیٹ فارم سے ایک عربی مجلّہ ''الجامعہ'' نکالا جائے۔ اس رسالے نے عرب دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ ابنِ سعود نے شریف مکّہ کو مار بھگایا اور حجاز بالآخر آزاد ہوا۔ جب ضرورت پوری ہوئی تو ''الجامعہ'' بھی بند ہوگیا۔ یہ رسالہ کلکتہ سے عبدالرزاق ملیح آبادی (م: جون ۱۹۵۹ء) کی ادارت میں نکلتا تھا۔

خط نمبر:۴۳

۱۔ مولانا فریدی۔ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے عمِ بزرگوار حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی علیہ الرحمہ جید عالم دین تھے۔۱۹۸۲ء میں حکومت نے علمی خدمات کے اعتراف میں اعزاز سے نوازا۔ ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنؤ نے 'فریدی نمبر' مئی، اگست، ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔ آپ کی وفات ۱۹۸۸ء میں ہوئی۔

خط نمبر:۴۳

۱۔ مہر، غلام رسول، نام ور صحافی، ادیب، مؤرخ، محقق، مترجم، شارح اقبال، و غالب، (پ:۱۸۹۵ء، م:۱۹۷۱ء) بانی و مدیر روزنامہ انقلاب، لاہور،
اہم کتب: سیرت سید احمد شہید، سرور عالم، نوائے سروش، مطالب بالِ جبریل، مطالب اسرار و رموز، مطالب بانگِ درا، مطالب ِضربِ کلیم۔

خط نمبر:۵۰

۱۔ 'طہماس نامہ' تالیف از، طہماس بیگ خان۔ مشہور و معروف اٹھارویں صدی کا مؤرخ، اس کو پنجاب یونی ورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے پروفیسر محمد اسلم صاحب نے مرتب کیا ہے۔

خط نمبر:۵۱

۱۔ لطیف الزماں خاں۔ نام ور محقق، ادیب (پ:۱۹۲۶ء) قابلِ ذکر کتب: ان سے ملیے (خاکے) اور خطوطِ رشید احمد صدیقی۔
۲۔ عارف نوشاہی۔ معروف محقق، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان سے منسلک رہے۔ فارسی مجلہ دانش کے مدیر رہے۔ اہم کتب، فرہنگ نامہ، اصطلاحاتِ فارسی، بھارت میں مخطوطات کی فہرستیں۔ پاکستان میں مخطوطات کی فہرستیں، فہرست مخطوطات کتب خانہ قریشی،

خط نمبر:۵۵

۱۔ عیار الشعرا، از خوب چند ذکا۔ مرقومہ ۱۷۹۹ء فارسی زبان میں تذکرہ ہے۔ ڈاکٹر مختار الدین صاحب کے مشورے پر ڈاکٹر نور الحسن نقوی نے مرتب کیا اور علی گڑھ یونی ورسٹی سے ڈی۔لٹ کی سند حاصل کی۔
۲۔ بدھ سنگھ قلندر، دہلوی (م:۱۷۸۲ء تقریباً) میر و سودا کا معاصر اردو کا صاحب دیوان شاعر ہے اس کا دیوان قدرت اللہ شوق کی نظر سے گزرا تھا مگر اب ناپید ہے اس کے حالات و اشعار کے قدیم ترین مآخذ قائم، شوق اور میر حسن کے تذکرے ہیں۔

خط نمبر:۵۷

۱۔ حکیم سید ظل الرحمٰن۔ علم الادویہ کے پروفیسر اور صدر شعبہ حکیم اجمل خان، طبیہ کالج، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، کئی کتابوں کے مصنف، قابلِ ذکر تصنیف، ''آئینہ تاریخ طب''۔
۲۔ پروفیسر عبد الباری (پ:۱۹۳۷ء) ایم۔اے انگریزی، پی۔ایچ ڈی، اہم کتب، ہندوستان تہذیب اور اردو تاریخ ادب اور وابستگی، لکھنؤ کے شعر و ادب کا معاشرتی عمرانی پس منظر،

۳ ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری۔ (پ: ۱۲/اگست ۱۹۴۲ء) ڈائریکٹر۔ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ۔ اہم کتب، فارسی ادب کی تاریخ، علی گڑھ تحریک، جگر مراد آبادی، تفتہ اور غالب۔

خط نمبر: ۵۹

۱ عبدالقدوس گنگوہی (م: ۱۵۳۷ء) سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ، آپ کے ملفوظات ''لطافت قدوسی'' کے نام سے کتابی صورت میں محفوظ ہیں۔

۲ شیخ محب اللہ الہ آبادی۔ (پ: ۹۹۶ھ، م: ۱۰۵۸ھ) یگانہ روزگار عالم، بزرگ، عربی و فارسی میں فصوص الحکم کی دو شرحیں لکھیں۔ ان کے علاوہ انفاس الخواص، مناظر اخص الخواص ہفت احکام، سہ رکنی، المبین فی حکمۃ الالٰہیہ، بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

۳ سید حسن رسول نما (م: ۱۶۹۲ء) ان کے ملفوظات ان کے مرید محمد ہاشم بن محمد کاظم نے ''مناقب الحسن و فوائح العرفان'' کے نام سے مرتب کیے ہیں۔

۴ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی، (م: ۱۷۲۷ء) عالم تھے۔ شیخ یحییٰ مدنی کے مرید تھے۔ مختلف علوم میں معتبر کتب تصنیف کیں۔ ''مجالسِ کلیمی'' ملفوظات ہیں۔

۵ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی، (پ: ۱۶۵۰ء، م: ۱۷۲۹ء) حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی کے مرید، عالم، متقی بزرگ، ان کے ملفوظات خواجہ کامگار خان نے ''احسن الشمائل'' کے نام سے مرتب کیے۔

۶ شاہ فخر الدین دہلوی، عالم، محدث، بزرگ، حضرت نظام الدین اولیا کے مرید و خلیفہ۔

۷ شیخ احمد سرہندی، (پ: ۱۵۶۳ء، م: ۱۶۲۴ء) معروف عالم، بزرگ، مجدد،

۸ شاہ غلام علی دہلوی، (پ: ۱۷۷۳ء، م: ۱۸۲۴ء) سادات علوی تھے، مرزا مظہر جانِ جاناں کے مرید تھے، عارف کامل تھے۔

۹ شاہ عبدالہادی، امروہوی، (پ: ۱۶۷۳ء، م: ۱۷۷۶ء) حضرت شاہ عضد الدین متوکل کے مرید اور خلیفہ۔

۱۰ فوائد الفوائد۔ حضرت نظام الدین اولیا کے ملفوظات، جمع کردہ، خواجہ امیر حسن ملا سنجری دہلوی، خواجہ حسن ثانی نظامی نے اس کا ترجمہ کیا ہے جو کہ اردو اکادمی دہلی سے شائع ہوا۔ اس کا مقدمہ نثار احمد فاروقی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ ۱۹۹۰ء

۱۱ شیخ نصیر الدین محمود ''چراغ دہلی'' (پ: ۱۲۷۶ء، م: ۱۳۵۶ء) کے ملفوظات ان کے مرید حمید قلندر نے ''خیر المجالس'' کے نام سے مرتب کیے۔

۱۲ حضرت برہان الدین غریب (پ: ۱۲۵۶ء، م: ۱۳۳۷ء) نظام الدین اولیا کے مرید اور خلیفہ کے ملفوظات عماد کاشانی المعروف دبیر نے مرتب کیے۔ نفائس الانفاس کا مخطوطہ ندوۃ العلما، لکھنؤ اور احسن الاقوال کا مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ میں موجود ہے۔

خط نمبر: ۶۰

۱ منوہر سہائے، انور۔ (پ: ۱۹۰۱ء، م: ۱۹۷۴ء) اصل نام گووند سروپ تھا۔ ۱۹۵۵ء میں پنجاب یونی ورسٹی کیمپ کالج

نئی دہلی میں شعبۂ اردو و فارسی، عربی کے صدرِ شعبہ مقرر ہوئے۔ اردو و فارسی میں عمدہ شعر کہتے تھے۔ متعدد انگریزی کتابوں کے مترجم، ۱۹۵۰ء میں 'سراج الدین علی خان آرزو: حیات و تصانیف' کے موضوع پر انگریزی زبان میں تحقیقی مقالہ لکھ کر Ph. D کی سند حاصل کی۔ 'پیسہ اخبار' میں مترجم بھی رہے۔

۲ تذکرہ معاصرین۔ نام ور محقق، نقاد، غالب شناس مالک رام کی تصنیف ہے جس میں ہم عصر مشاہیر ادب کا تذکرہ ہے۔

خط نمبر: ۶۲

۱ تذکرہ ہندی شیخ غلام ہمدانی مصحفی (پ: ۱۷۰۵ء، م: ۱۸۲۴ء) کا تذکرہ اردو شعرا کے بارے میں ہے۔

خط نمبر: ۶۳

۱ خورشید رضوی، ڈاکٹر، (پ: ۱۹ مئی ۱۹۴۲ء) ادیب، شاعر، مجموعہ کلام یہ ہیں۔ شاخ تنہا، سرابوں کے صدف، رائگاں، امکاں (مضامین)

۲ مولانا ظفر الدین قادری، ملک العلما (م: ۱۹۶۳ء) ہندوستان کے بڑے جید اور متبحر عالموں اور مقتدر مصنفوں میں گزرے ہیں۔ پوری زندگی تعلیم و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں گزری، ڈیڑھ سو سے زائد تصنیفات اور تالیفات ہیں۔

فہرستِ اسنادِ محولہ

۱۔ اختر، ڈاکٹر سلیم، ۲۰۰۵ء اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز
۲۔ اسلم، پروفیسر محمد، ۱۹۹۵ء ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت، لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان
۳۔ انجم، ڈاکٹر خلیق، ۱۹۹۳ء کتاب نما (خصوصی شمارہ) پروفیسر نثار احمد فاروقی شخصیت اور ادبی خدمات، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
۴۔ انجم، ڈاکٹر خلیق، کتاب نما (خصوصی شمارہ) پروفیسر خواجہ احمد فاروقی شخصیت اور ادبی خدمات، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
۵۔ انجم، ڈاکٹر خلیق، کتاب نما (خصوصی شمارہ) پروفیسر آلِ احمد سرور شخصیت اور ادبی خدمات، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
۶۔ جالبی، ڈاکٹر جمیل، ۱۹۸۷ء تاریخ اردو ادب (جلد دوم)، لاہور، مجلس ترقی ادب
۷۔ حسین، پروفیسر اقبال، مرتب، ۲۰۰۷ء دستاویزات محسن الملک، علی گڑھ، سر سید اکیڈمی،
۸۔ خورشید، ڈاکٹر عطا اور مہر الٰہی ندیم، مرتب، ۲۰۰۲ء مختار نامہ، علی گڑھ، ہیرٹیج پبلی کیشنز،
۹۔ رام، مالک، ۱۹۹۱ء تذکرہ ماہ و سال، دہلی، مکتبہ جامعہ،
۱۰۔ رضا، عابد بیدار، سن ندارد، علوم اسلامیہ کی ایک انسائیکلو پیڈیا، (اشاریہ برہان و معارف)، نئی دہلی، سپرد ہاؤس
۱۱۔ ساجدہ، زینت، مرتب، ۱۹۶۲ء، حیدر آباد کے ادیب، (جلد دوم)، حیدر آباد (دکن)، آندھرا پردیش ساہتیہ اکادمی
۱۲۔ سعدی، شیخ، ۱۹۵۲ء، گلستان سعدی، مترجم، قاری سجاد حسین، ملتان، مکتبہ شرکت علمیہ
۱۳۔ سعدی، شیخ، ۱۹۶۵ء، گلستان سعدی، مترجم، عبدالباری آسی، لکھنؤ، مکتبہ تیج کمار
۱۴۔ سعدی، شیخ، ۱۳۷۵ شیراز، گلستان سعدی (فارسی)، ایران، انتشاراتِ طلایہ

۱۵۔ صحافی، ابو مسلم، مرتب، مشرب ''مقالات نمبر''، جلد۱/۲۔شمارہ:۲/۱، کراچی
۱۶۔ فاروقی، نثار احمد، ۱۹۸۹، نقد ملفوظات، لاہور، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ
۱۷۔ فاروقی، نثار احمد، ۱۹۵۶، میر کی آپ بیتی، دہلی، مکتبہ برہان
۱۸۔ فتح پوری، نیاز، مرتب، ۱۹۶۴، تذکروں کا تذکرہ نمبر نگار، شمارہ ۵، ۶، کراچی
۱۹۔ کیف، سرسوتی سرن، ۲۰۰۴، فرہنگ اردو ادب، نئی دہلی، ساہتیہ اکادمی
۲۰۔ قدوسی، اعجاز الحق، ۱۹۶۱، ''شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات''، کراچی، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ
۲۱۔ مسعود، ڈاکٹر طاہر، ۲۰۰۲، اردو صحافت ۱۹ویں صدی میں، کراچی، فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
۲۲۔ معانی، احمد گلچیں، ۱۳۴۳ھ، تاریخ تذکرہ ہای فارسی (جلد اول)، ایران، کتب خانہ سنائی
۲۳۔ نارنگ، ڈاکٹر گوپی چند، مرتب، ۱۹۹۷، ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعرا، دہلی، اردو اکادمی
۲۴۔ وکرم، نند کشور، مرتب، ۲۰۰۸، عالمی اردو ادب (گوپی چند نارنگ نمبر)، نئی دہلی، پبلشرز اینڈ ایڈورٹائزرز
۲۵۔ یاسر علی، مرتب، ۲۰۰۸، اہل قلم کی ڈائرکٹری، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان
۲۶۔ ، ۲۰۰۳، جامع اردو انسائیکلوپیڈیا (حصہ ادبیات)، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ہندوستانی
۲۷۔ ، ۱۳۸۰ھ، دانش نامہ، ادب فارسی (جلد چہارم)، تہران، کتب خانہ ملّی
۲۸۔ ، ۱۹۸۵ء، فکر و نظر (خصوصی شمارہ نام ورانِ علی گڑھ)، علی گڑھ، مسلم یونی ورسٹی